وجہ تسمیہ: کچھ عرصہ کی بات ہے کہ ایک محترم ٹیلیفونی دوست (کہ آج تک ذاتی ملاقات کا موقع نہیں ملا) کا فون میری عیادت کے سلسلے میں آیا، جزاکم اللہ، اس دوست نے قادیانیت کو فکری تضاد بلکہ یوں کہنا مناسب ہوگا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اوران کے خلفاء کی تعلیمات، خلاف انسانیت، خلاف شرافت ہونیکی وجہ سے آواز اٹھانی شروع کی۔ جسکی وجہ سے انکو جماعت سے علیحدہ ہونا پڑا ہے اس لئے دوران گفتگو ہمیشہ یہ موضوع کم وبیش زیر بحث آتا ہے کہ ہم اس مذہبی فتنہ (قادیانی) کے متعلق کیسے موثر انداز میں لوگوں کو انفارم کر سکتے ہیں۔ یہ محترم بہت ذہین اور فتین ہیں اور کبھی کبھار اچھوتے خیالات بھی پیش کرتے ہیں۔ اس گفتگو میں جو خیال انہوں نے پیش کیا کہ مزاہی آ گیا، فرمانے لگے کہ کیا خیال ہے مرزا جی کا عالم برزخ سے ایک تصوراتی انٹرویو نہ لکھا جائے، جو کہ دلچسپ پیرائے میں اور مرزا صاحب کے اقوال، تحریرات، اعمال، اورانکے رفقاء و اولاد کے بیان کردہ حقائق پر مبنی ہو؟ میں نے فوراً اس اضافہ کے ساتھ کہ اس میں نہ صرف اس میں مرزا جی کے اقوال پیش کئے جائیں بلکہ اس طرح پیش کئے جائیں کہ قارئین کے لئے کچھ تفنن طبع کا بھی باعث ہو اور اس انٹرویو کو قسط وار پیش کیا جائے ہم نے اس آئیڈیا پر کچھ مزید بات چیت کی، آخر طے پایا کہ میں اس پر کام کروں۔ چونکہ یہ انٹرویو کافی طویل ہوسکتا ہے اسلئے اس کو قسط وار میسر ممکنہ طریق پر (رسالہ جات، اخبار اور ویب سائٹ وغیرہ پر) شائع کیا جائے انشاءاللہ۔ وہ دوست تو بعض ایسے دوستوں (جو بظاہر جماعت سے بر گشتہ ہیں لیکن ذہنی وفکری اور دلی طور پر ابھی بھی قادیانی ہیں) کے دباؤ کی بناء پر اس آئیڈیا سے میرے خیال میں کچھ ہٹ گئے۔ کیونکہ انہوں نے اسکو اپنی ویب سائٹ پر لگانے کے لئے بعض انتہائی ناقابل قبول شرائط پیش کیں جو کہ میرے لئے کسی طرح بھی قابل قبول نہیں تھیں، (اور انہی شرائط کی وجہ سے ہمارے عملی راستے بھی مختلف ہو گئے) لیکن میں نے اپنا ارادہ نہیں بدلا، الحمدوللہ۔ یہ کوشش کیسی رہی اسکا فیصلہ قارئین ہی کرینگے، دعا کریں کہ یہ کوشش بھٹکے ہوؤں کو راہ راست پر لانے کا سبب بن جائے اور دوسروں کے لئے بھٹکنے سے بچنے کا سبب بن جائے۔ آمین۔ امید ہے کہ اس انٹرویو کی آئندہ قسطوں کو بہتر بنانے کے لئے دوستوں کے مشورہ جات انشاءاللہ شامل حال رہیں گے۔

؛؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بطرف: جناب مرزا غلام احمد قادیانی مرحوم، بانی مذہب احمدیہ، بہشتی مقبرہ، قادیان، انڈیا

منجانب: ابن فیض، سیکرٹری، ''انٹرنیشنل انجمن محبان سچ کیا جھوٹ کیا'' ہیڈ آفس، جرمنی

سلام علی من اتبع الھدیٰ

جناب، آپکو اس دنیا سے رخصت ہوئے ایک سو سال عنقریب پورے ہونے والے ہیں، قبل اسکے کہ آپکی سو سالہ برسی پر آپکی جماعت، آپکے متعلق مزید جھوٹ پھیلائے (کیونکہ آپکی جماعت کی قیادت جھوٹ، کذب وفریب اور تحریف میں آپکے بھی کان کاٹ رہی ہے) ممبران انجمن کا خیال ہے کہ آپ سے ڈائریکٹ انٹرویو کیا جائے، تاکہ آپکی جماعت اور باقی دنیا کا بھلا ہو سکے۔ اس انٹرویو کے ذریعہ آپکی پیدائش سے لیکر وفات تک اور پھر عالم برزخ میں آپکے حالات سے دنیا کو مطلع کیا جائے، اس لئے یہ انٹرویو کئی نشستوں پر مشتمل ہوسکتا ہے۔ ہماری طرف سے صرف ایک درخواست ہے کہ آپ سوالات کا جواب صحیح اور تاویلات کے بغیر دیں گے، ممکن ہے کہ صحیح اور سچے جوابات آپکی بخشش کے مواقعوں میں اضافہ کر دیں، اور آپکی طرف سے قابل قبول شرائط اگر کوئی ہوں تو ہم ان پر غور کریں گے، ماسوائے اس شرط کے کہ انٹرویو آپکا کوئی مرید کرے۔ امید ہے کہ جناب نے جیسے اپنی زندگی میں شہرت ودولت کمانے کا کوئی جائز ناجائز موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیا، اسی طرح اب بھی یقیناً آپ اس سنہری موقع سے فائدہ اٹھانا پسند کریں گے۔

والسلام .... آپکا مخلص .... ابن فیض

؛؛

از طرف: میرزا غلام احمد قادیانی، مسیح، محدث۔ مجدد، نبی، کرشن وغیرہ، عالم برزخ، ڈاکخانہ خاص بہشتی مقبرہ، براستہ قادیان

بطرف: ابن فیض، سیکرٹری انٹرنیشنل انجمن محبان سچ کیا جھوٹ کیا، جرمنی

جناب، آپکا خط ملا، حیرت ہوئی، اور پڑھکر خوشی ہوئی کہ آپ میرا انٹرویو کرنا چاہتے ہیں، چشم ما روشن دلِ ماشاد۔ اس خبر نے میرے لئے وہی کام کیا ہے جو جلتے صحرا میں ایک سخت پیاسے کے لئے ٹھنڈے پانی کا گلاس کرتا ہے (ویسے بھی یہاں ٹھنڈا پانی کہاں نصیب ہے؟)۔ اس انٹرویو کے لئے میں عام حالات میں تو پتہ نہیں کیا کرتا لیکن ان مجبوری کے حالات میں کم از کم شرائط حسب ذیل ہیں:

(۱) انٹرویو کوئی مخالف مولوی یا پادری نہیں لیگا۔ عام لوگ کر سکتے ہیں لیکن آپ کو مختلف ناموں کی فہرست دینی ہوگی، میں حکم ہوں، اس میں سے میں جس نام کو چاہوں چن لوں۔

(۲) مجھ سے عالم برزخ میں رابطے کے لئے تمام کاروائیاں اور اخراجات (دونوں طرف کے) آپکے ذمہ ہونگے۔ (۳) اور اس انٹرویو کے بدلے میں مجھے کتنی رقم ملے گی، اسکے

بغیر بات آگے نہیں چلے گی، میں نے دنیا میں نذرانہ کے بغیر کبھی دعا بھی نہیں کی تھی تو انٹرویو کیسے بغیر کسی نذرانے کے دے دوں؟

ویسے جناب ابن فیض آپ کون ہیں اور آپ کا ذاتی تعارف کیا ہے؟ مرزا غلام احمد قادیانی، نزیل عالم برزخ

؛؛

اب مرزا صاحب سے عالم برزخ میں رابطہ کیا جاتا ہے اور ان سے انٹرویو سے قبل انٹرویو کرنے والے کے نام کی منظوری لی جاتی ہے۔ اس کیلئے کئی ناموں کو پیش کیا جاتا ہے، جو نام پیش کیا جاتا ہے اسکے بارے میں مختصر تعارف بھی کرایا جاتا ہے، لیکن مرزا صاحب کسی نام کی منظوری دینے پر تیار نہیں ہوتے، آخر کار ایک نام پر اتفاق ہوتا ہے، یہ گفتگو بھی امید ہے کہ دلچسپی کا باعث ہوگی؟

ابن فیض: مرزا صاحب، سلام علی من اتبع الھدیٰ، خاکسار ابن فیض، سیکرٹری ''انجمن انٹرنیشنل محبان سچ کیا جھوٹ کیا'' نے آج آپ سے رابطہ اس لئے کیا ہے کہ آپکی خواہش کے مطابق آپ سے انٹرویو کرنے والے صاحب کے نام کی رضامندی حاصل کریں، تاکہ انٹرویو جلد سے جلد شروع کیا جا سکے۔

مرزا صاحب: وعلیکم، بہت اچھا کیا، میں بھی بڑی بے چینی سے اس وقت کا انتظار کر رہا ہوں جب انٹرویو ہوگا، تاکہ اپنے جلے دل کے پھپھولے پھوڑ سکوں اور اپنا دکھ ہلکا کر سکوں جو اپنوں کی بے وفائیوں سے ٹوٹ کر کرچی کرچی ہو چکا ہے۔ جی آپ نام اور مختصر تعارف بتانا شروع کریں۔

ابن فیض: جناب ہماری انجمن، محترم شیخ صاحب کا نام تجویز کرتی ہے، یہ ایک ''ویب سائٹ'' کے بانیوں میں سے ہیں اور آپکا انٹرویو امید ہے کہ دیانتداری سے کرینگے۔ انکی خوبی ہے کہ دوسروں کی تحقیق، تحریر اور الفاظ کو حتیٰ الامکان بغیر کسی غیر ضروری اضافہ کے من وعن پیش کر دیتے ہیں۔ لیکن زیادہ تر کیپشن انکا اپنا ہوتا ہے؟

مرزا صاحب: نہیں نہیں، اس شخص نے تو میرے خاندان اور اولاد کا کچا چٹھا، اپنی ویب سائٹ کے ذریعہ دنیا کے کونے کونے تک پہنچا دیا ہے، ایسا سچ جب میں اور میرے مرید دوسروں کے بارے میں بیان کریں تو اور بات ہے لیکن ہم مقدس لوگ ہیں، خدا کے چنے ہوئے، کسی کو حق نہیں کہ ہمارے بارے میں ایسے حقائق ظاہر کرے، بیان کرے یا شائع کرے۔ ایسا شخص کسی قیمت پر میرا انٹرویو نہیں کرسکتا۔ ویسے آپس کی بات ہے کہ کچھ ایکسٹرا نذرانہ وغیرہ (اندر خانے) لگ جائے تو اور بات ہے۔

ابن فیض: حافظ اکبر چوہدری صاحب، پڑھے لکھے وسیع النظر جرنلسٹ ہیں اور عربی زبان جانتے ہیں، اگر ہم ان سے درخواست کریں آپکا انٹرویو کرنے کی؟

مرزا صاحب: نہیں وہ میرا نام عزت سے نہیں لیتا، اور کیا میری جماعت چھوڑ نے کیوجہ سے اسکے حافظ قرآن ہونیکا کوئی جواز باقی رہتا ہے، جماعت کو چاہئے کہ فوراً حافظ کی سند واپس چھین لے، اور اسکو تاریکی میں چھوڑ دے، کیونکہ میں آخری نور تھا دنیا میں، میرے بغیر باقی سب تاریکی ہے، ویسے یہاں بھی اندھیرے نے تنگ کر دیا ہے کیونکہ میرے نور کا بلب فیوز ہے۔

ابن فیض: جناب عبدالباسط صاحب کو کہا جائے تو وہ بھی خوشی سے آپکا انٹرویو کرینگے، سمجھدار ہیں اور جماعتی مسائل کو سمجھتے ہیں، انکے سوالات بھی جاندار ہو سکتے ہیں؟

مرزا صاحب: آپ مجھے کیا سمجھتے ہیں کہ میں اس باغی سے بات کرلونگا، جس کے باپ کو میری اولاد نے جماعت کا مبلغ بنایا تھا اور اس سے زیادہ جس طرح اس نے اندر کی باتیں کھول کھول کر بیان کی ہیں، آج تک کسی اور نے شاید ہی میری تحریروں کو اس طرح میرے لئے ہتھکڑی بنایا ہوگا؟

ابن فیض: جناب ایک پڑھی لکھی خاتون ہیں نزہت حنیف جنہوں نے آپکی کتابوں کا مطالعہ کرنے کے بعد ایک کتاب بھی لکھی ہے، انکے سوالات ذرا چبھتے ہوئے ہو سکتے ہیں، لیکن ہمیں ان سے بھی پوچھنا پڑیگا کہ انکے پاس ٹائم ہے آپ سے انٹرویو کرنے کا، اور آیا وہ بھی آپکا انٹرویو کرنا چاہیں گی کیا؟

مرزا صاحب: واہ.........خوبصورت آئیڈیا ہے، لیکن کیا اسکو ٹانگیں دبانا آتی ہیں؟ ساری ساری رات پنکھا جھلا لیں گی، یا پہرہ دیں گی رات کو مائی منشیانی کی طرح؟

ابن فیض: میرا خیال ہے کہ جناب وہ آپ کا گلا شوق سے دبا لیں گی، لیکن میں انٹرویو کے لئے آپکو نام پیش کر رہا ہوں، خدمت کے لئے نہیں، اور یہ لوگ اب آپکے مرید بھی نہیں۔

مرزا صاحب: گلا تو محمدی بیگم نے دبا دیا، میرے عشق، شوق، نبوت، الہاموں، عزت و آبرو، خاندان کا اور پتہ نہیں کس کس چیز کا گلا دبا گئی ہے، اور آپ بتا رہے ہیں کہ نزہت حنیف نے کتاب لکھی ہے، اسکا مطلب یہ ہے کہ یہ میرے عقائد اور تعلیم کا گلا دبا رہی ہیں ان خاتون کو رہنے ہی دیں۔

ابن فیض: جناب ایک شاعر ہیں مظفر احمد مظفر، وہ بھی کبھی آپکے مریدوں میں سے تھے، آپ بھی بقول شخصے شاعر وغیرہ ہیں، انٹرویو کے ساتھ ساتھ شعری نشست بھی ہو جایا کریگی، ویسے انکو مذہب سے کوئی زیادہ لگاؤ بھی نہیں اس لئے اُمید ہے کہ انکے سوالات کچھ نرم ہی ہونگے؟

مرزا صاحب: نہیں، وہ نہیں اسنے ایک نظم (مرزا یا تیرا ککھ نہ رہوے) لکھ کر کچھ بھی نہیں رہنے دیا بلکہ اسکی بیوی اس سے بھی دو ہاتھ آگے ہے میرا بیڑا غرق کرنے میں نہیں وہ بھی نہیں۔ یہاں سے انٹرویو کرکے ادھر جا کر بیوی کے کہنے پر شاہنامہ فردوسی کے مقابل ''مرزا نامہ مظفر'' لکھ دے۔ نہیں اسکو پاس ہی رکھو۔

ابن فیض: شیخ راحیل احمد کے بارے میں کیا خیال ہے، وہ بھی شوق سے آپکا انٹرویو کریں گے، آپکی تحریروں سے بھی واقف ہیں، کچھ ''قدر دان'' بھی لگتے ہیں آپکے؟

مرزا صاحب: مجھے سب رپورٹیں ملتی ہیں، وہ تو مرتد ہے، اور اسکی سزا قتل ہے، اگر میری اولاد کی حکومت ہوتی تو دیکھتا کہ وہ کہاں جاتا؟ میری تحریروں کا انتہائی بے رحمی کے ساتھ تجزیہ کرتا ہے، پتہ نہیں ابھی تک ''محکمہ بیرحمی'' والوں نے اسپر مقدمہ کیوں نہیں قائم کیا، اور اوپر سے مرزا مسرور کو روز خط لکھ دیتا ہے، جسکو بچوں کے سوال کا جواب بھی نہیں دینا آتا، وہ اسکے پیچیدہ سوالوں کا جواب کہاں سے دیگا، اور پھر اسکے سوالوں کے جواب تو میرے پاس بھی نہیں، میری پانچویں پشت کے پاس کہاں ہوں گے؟ نہیں یہ بھی نہیں!

ابن فیض: ہمارے پاس ایک سابق احمدی دوست جو ''دیسی ۵۸'' کے نام سے مشہور ہیں، وہ عیسائیت کے موضوع پر خاصہ علم رکھتے ہیں، اور اسی تلاش میں اسکو پتہ چلا کہ وہ تو اسلام کی مسخ کی ہوئی تصویر کو سینے سے لگائے بیٹھا ہے، اس نے بڑی محنت سے والدین کی دی ہوئی اس مسخ شدہ تصویر سے جان چھڑائی ہے اور آجکل مسلمان ہے، بالکل نو عمر ہے، کیا آپ اسکے سوالات کا سامنا کرنا پسند کریں گے؟ بچہ آپکی طرح جلدی غصہ کھانے والا نہیں بلکہ اخلاق والا ہے!

مرزا صاحب: کیوں مذاق کر رہے ہو، عیسائیت کا چیمپئن میں ہوں، اور دوسرے کس اسلام کی بات کر رہے ہو، میرے بغیر اب اسلام کی کوئی تصویر صحیح نہیں ہو سکتی ہاں مسخ ہو سکتی ہے، میرے بغیر کیا مردہ اسلام لئے پھرتے ہو۔ آج کوئی مسلمان نہیں مگر جو مجھے مانے، میری تصدیق ہر مسلمان کرتا ہے مگر بدکار عورتوں کی اولاد مجھے نہیں مانتی۔

ابن فیض: مرزا صاحب اگر آپ اس طرح گالیاں نکالیں گے تو انٹرویو مشکل ہو جائیگا۔ اب ہمارے پاس آپکے سابقہ مریدوں میں سے ایک صاحب رہ گئے ہیں جو میرے خیال میں آپ سے انٹرویو کے اہل ہیں، لندن سے شاہد کمال، انہوں نے بھی کافی تحقیق کے بعد آپکے اصل چہرے کو پہچانا ہے، ان سے آمنا سامنا کیسا رہیگا؟

مرزا صاحب: اسکی انگریزی میری سمجھ میں نہیں آتی اور میری اُردو اسکو نہیں، میرے پاس یہاں کوئی ہندو لڑکا بھی نہیں جو انگریزی کا ترجمہ کرے اور اسکے لئے میری اردو کا۔ ورنہ وہ کیا اور اسکی تحقیق کیا، میں نے بڑی بڑی تحقیق کرنے والوں کو اُلو بنا دیا ہے، اور یہ تو ابھی چھوکرا ہے، مجھے اسکے خط سے بھی اندازہ ہو گیا تھا کہ تیز ہے، پر میرے لئے نہیں۔

ابن فیض: چلیں تو کیا ڈاکٹر راشد سید صاحب سے درخواست نہ کریں کہ آپکا انٹرویو کریں، بااخلاق ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ اپنے پیر سائیں جی کے ارشاد پر انہوں نے آپکے فتنہ کے خلاف ایک ویب سائٹ بنائی ہے لیکن آج تک انہوں نے آپکے متعلق کوئی جھوٹ نہیں لکھا؟

مرزا صاحب: اس شخص کا نام بھی میرے سامنے نہ آئے، اسنے میری تحریروں کا بہت بری طرح پوسٹ مارٹم کیا ہے، اور مجھے ٹو اِن وَن کہہ کر میری قدر گھٹانے کی کوشش کی ہے، حالانکہ میں کم از کم ''تھری اِن وَن'' تھا بلکہ ''بیشمار اِن وَن'' تھا، زیادہ صحیح یہ کہ میں ایک معجون مرکب تھا، اپنے دعووں، اپنی طب، اپنے خاندان، اپنے ناموں وغیرہ میں۔

ابن فیض: متین خالد کا نام میرے ذہن میں آتا ہے، باشرع ہیں، مولوی بھی نہیں اور انہوں نے آپکی تحریروں کو بلاکسی ردوبدل کے دنیا میں ''ثبوت حاضر ہے'' کے نام سے بڑی محبت سے پیش کیا ہے، اگر انٹرویو کیلئے انکو موقع دیں گے تو وہ سر کے بل آئیں گے بلکہ وہ اپنی اس کتاب کے علاوہ اپنی دوسری کتابیں بھی آپکو مفت دیدیں گے؟

مرزا صاحب: (ایک لمبا) کیا (غصہ اور رنج کیساتھ) اسکو کہو کہ میں نے جماعت کو الہاماً ہدایات بھیج دی ہیں کہ اسکے خلاف ثبوت تلاش کرکے اپنے آقاؤں کی حکومت کو دیدئے جائیں، تاکہ وہ اسکو ہماری آبروریزی کا مزہ چکھائیں، وہ مت بھولے کہ میرا خاندان شاہی خاندان ہے۔ اور اس شخص نے ہمیں قادیان سمیت بازار میں بھیج دیا ہے۔

ابن فیض: پھر ایک نام اور ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ اسکا بھی آپ انکار کرینگے لیکن میں پھر بھی اتمام حجت کے لئے پیش کر دیتا ہوں، وہ نام ہے طاہر رزاق، باریش ہیں لیکن آپکے مخالف ہیں پر مولوی نہیں، ان کا نام کیسا ہے؟

مرزا صاحب: میرے لئے اور میرے گروہ کے لئے تو اسکی تحریروں کی تپش یہاں کی آگ سے بھی زیادہ ہے، تحریریں ہیں یا کھولتا ہوا لاوا ہے؟ کبھی نہیں، کبھی نہیں، کبھی نہیں

ابن فیض: ایک بالکل جوان لڑکے ہیں عرفان محمود برق، وہ بھی آپکے سابق مرید اور مریدوں کی اولاد میں سے ہیں، بات دلیل سے کریں گیا نکو انٹرویو کرنے دیں؟

مرزا صاحب: کیا آپکے پاس میرے مطلب کا ایک بھی آدمی نہیں، اور یہ برق تو پہلے ہی میرے مذہب کو سائنس کی ٹکٹکی پر باندھ چکا ہے، کیا اب مجھ پر اسکو برق کی طرح گرانا چاہتے ہیں آپ، کیا آگے کم عذاب میں یہاں گرفتار ہوں جو دنیا سے ایک اور برق کو گرج اور کڑک کے ساتھ میرے لئے بھجوانا چاہتے ہو؟

ابن فیض: دیکھیں مرزا صاحب، آپ کا یہ حال ہے کہ میں نے اتنے نام پیش کئے ہیں لیکن آپ نے سب کو رد کر دیا ہے، آپ نے جس طرح ہر مذہب، اور اسکے بزرگ، اولیاء، انبیاء، غرضیکہ ہر ایک میں کوئی نہ کوئی نقص نکالا ہے، اسی طرح ان شریف آدمیوں میں سے ہر ایک پر آپکو کوئی اعتراض ہے، حالانکہ یہ سب آپ سے اختلاف کرنے کے باوجود آپکی تحریریں دیانتداری سے پیش کرتے ہیں اور بقول آپکے مخالف مولوی بھی نہیں تھے، ہمارے پاس اور کوئی آدمی نہیں، کیا کیا جائے؟

مرزا صاحب: آپ خود ہی کیوں نہیں انٹرویو کر لیتے؟ ویسے اپنا کچھ مزید تعارف کرواؤ، کہیں نہ کہیں آپکا نام سنا لگتا ہے لیکن مجھے بھول جانے کی بیماری ہے!

ابن فیض: جناب میں نے جتنا تعارف آپکو اپنا کروایا ہے، وہی کافی ہے، اگر آپکو میرے بارے میں صحیح پتہ چل جائے تو آپ مجھے بھی اسی طرح انکار کر دو گے!

مرزا صاحب: نہیں میں بھی تھک گیا ہوں، اور آپ بات طریقے سے کرتے ہو، جو بھی ہو آپ ہی انٹرویو کر لو، مجھے آپ پر کوئی اعتراض نہیں، اگلی نشست سے انٹرویو شروع

کر دو۔ اور یاد رہے کہ میری کوئی بات بے بنیاد نہ لکھی جائے۔ میں نے بھی کبھی کوئی بات بے بنیاد نہیں کی، ہمیشہ اپنے الہاموں پر بنیاد رکھی اپنے تمام باتوں اور کاموں کی۔

ابن فیض: مرزا صاحب آپکے دعوے، تحریریں، الہامات، غرضیکہ کیا کچھ بے بنیاد نہیں اور آپ ہم سے یہ توقع رکھتے ہیں، خیر فکر نہ کیجئے ہم آپ کی یہ خواہش پوری کریں گے کہ ہم الحمدللہ مسلمان ہیں اور بے بنیاد نہ ہمارا ایمان اور مذہب ہے اور نہ ہی انشاءاللہ بات بے بنیاد ہوگی۔ چلیں ٹھیک ہے مرزا صاحب اگر ہماری ٹیم کو آپ کی تجویز پر اعتراض نہ ہوا تو آئندہ نشست سے انٹرویو شروع کر دیں گے میں سمجھتا ہوں کہ آپکے لئے انتہائی مشکل ہوگا لیکن پھر بھی درخواست ہے کہ جہاں تک ممکن ہو سکے آپ دیانتداری سے جواب دیجئے گا اور تاویلوں کے چکر سے بچئے گا۔ دوسرے انٹرویو کے لئے جتنی نشستیں ہم چاہیں گے آپکے ساتھ کریں گے۔

مرزا صاحب: بالکل آپ جب تک چاہیں اور جتنا لمبا چاہیں انٹرویو کریں مجھے کوئی اعتراض نہیں، دوسرے آپ فکر نہ کریں مجھ پر بھی آجکل ایسا سخت وقت آیا ہوا ہے کہ سچ بولنے کو خواہ مخواہ دل چاہتا ہے، اور رہی جھوٹ بولنے اور تاویلات کرنے کی بات تو، میری مجبوری بھی تو سمجھیں نا، ایک تو اسکی عادت پڑی ہوئی ہے دوسرے جھوٹ کی بنیاد اور انہی تاویلات کے سہارے نہ صرف میری جماعت چل رہی ہے بلکہ میری نسل کی روٹی و عیاشی بھی انکی مرہون منت ہے۔

;;

انٹرویو مرزا صاحب بانی قادیانی مذہب (احمدیہ)۔ قسط نمبر ا

☺مرزا صاحب کیساتھ عالم برزخ سے ایک تصوراتی انٹرویو کے ذریعہ انکی کتابوں سے حقائق کو ذرا دلچسپ انداز میں پیش کرنیکی کوشش ہے☺

ابن فیض: مرزا صاحب سلام، کیا حال ہیں آپکے، اور یہاں کیسی گذر رہی ہے؟

مرزا صاحب: وعلیکم، آپکو پتہ ہوگا کہ مجھے دنیا میں ہی تیں دائمی امراض لاحق تھے، اور یہاں اللہ نے فزاد ھم اللہ مر ضً کے تحت میرے امراض بڑھا دئے ہیں، اس وجہ سے کچھ ٹھیک نہیں ہے حال میرا، نیز یہاں ہر لحہ بڑی تکلیف میں گذر رہا ہے، وقت وقت کی بات ہے

ابن فیض: جناب آپکی پیدائش کب کی ہے؟ اور کہاں پیدا ہوئے؟

مرزا صاحب: ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری دور میں پیدا ہوا۔ اسی لئے کچھ عادتیں اور حلیہ سکھوں سے ملتا جلتا ہے۔

ابن فیض: اگر ہم آپکے بیٹے کی لکھی ہوئی روایات پڑھیں تو آپ انکے مطابق ۱۸۳۲ء سے لیکر ۱۸۴۰ء تک پیدا ہی ہوتے رہے ہیں۔ آپکی جماعت آپکی تاریخ پیدائش فروری ۱۸۳۵ء بتاتی ہے اور آپکی کئی تحریریں ظاہر کرتی ہیں کہ آپکی بتائی ہوئی تاریخ پیدائش صحیح ہے جیسے ۱۹۰۰ء کے لگ بھگ عدالت میں حلفی بیان کہ آپکی عمر ساٹھ سال ہے؟

مرزا صاحب: کیا بات کر رہے ہیں میرا بیٹا زیادہ جانتا ہے کہ میں کب پیدا ہوا یا میں؟ مت بھولیں کہ میری صحیح تاریخ پیدائش وہی ہے جو میں آپکو بتا چکا ہوں!

ابن فیض: شکریہ جناب اس تصیح کا، لیکن آپکی جماعت اور بیٹا ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ غالباً اس میں کچھ آپکے الہامات کا بھی مسئلہ ہے؟

مرزا صاحب: بالکل صحیح پہنچے، وہ غریب بھی کیا کریں میرے کئی الہامات تھے کہ میری عمر اسی برس یا سکے قریب ہوگی، اب اگر وہ میرے الہامات کو غلط کہتے ہیں تو دوکانداری کی صف لپیٹی جاتی ہے، کیونکہ (انکی بدقسمتی کہ) اللہ نے مجھے ۶۸ سال کی عمر میں ہی اٹھا لیا، اسلئے آسان راستہ یہی تھا کہ کہہ دیں کہ مجھے عمر بیان کرنے میں غلطی لگی ہے، اور اس طرح تاریخ پیدائش آگے پیچھے کر کے میری عمر اسی برس کے قریب قریب کر دیں، اور کہہ سکیں کہ دیکھو جی الہام پورا ہو گیا۔

ابن فیض: جناب سنا ہے کہ آپکی پیدائش بھی کچھ عجیب و غریب ہوئی تھی؟

مرزا صاحب: نہیں جی عجیب تو نہیں تھی شروع میں، صرف غریب ہی تھی، وہ بھی اس لئے کہ ہماری حالت معمولی درجے کے زمینداروں سے بھی گئی گزری ہوگئی تھی۔ وہ تو جب میں بڑا ہوا اور مجددیت، مہدویت، مسیحیت اور نبوت وغیرہ کا جنوں دماغ کو چڑھا تو میں نے ابن عربی کی روایت کو اپنے اوپر چسپاں کر کے اپنی پیدائش کو عجیب بھی بنا لیا۔

ابن فیض: جناب کیا آپ اپنی پیدائش کی کچھ تفصیل بیان کریں گے؟

مرزا صاحب: جی، جس طرح حضرت آدمؑ کی پیدائش زوج کے طور پر ہوئی، اسی طرح میری پیدائش ہوئی، میں توام پیدا ہوا، جیسا کہ مہدی کی نشانیوں میں لکھا ہے اور ابن عربی کی روایت کے مطابق پہلے میری بہن باہر نکلی، اسکے پیروں کے ساتھ ملا ہوا میرا سر باہر نکلا، میں اپنے والدین کے لئے خاتم الاولاد تھا، میری توام بہن میرے ساتھ زوج کے طور پر پیدا ہوئی، اسکا نام جنت تھا، ۷ ماہ کے بعد مرگئی، اس طرح خدا نے انثیت کا مادہ مجھ سے الگ کر دیا۔

ابن فیض: کیا میں صحیح سمجھا ہوں کہ آپکی بہن آپکے ساتھ بیوی کے طور پر پیدا ہوئی؟

مرزا صاحب: یہ بہت سخت غلط بات ہے، جو آپ کہہ رہے ہیں۔

ابن فیض: دیکھیں آپ نے خود اپنی کتاب آریہ دھرم، رخ، ج۱۰/ص ۲۶ پر لکھا ہے کہ ''زوج اس کو کہتے ہیں کہ کسی عورت کو فی الحقیقت اپنی جورو بنانے کے لئے تمام حقوق کو مدنظر رکھ کر اپنے نکاح میں لاوے''۔ اب آپ بتائیں کہ میں نے کونسی سخت یا غلط بات کہی؟

مرزا صاحب: (ڈھیلا سا منہ بناتے ہوئے) نہیں میرا مطلب یہ نہیں تھا۔

ابن فیض: آپ نے ایک اور بات بھی کی کہ آپکی زوج بہن کی وفات کے ساتھ ہی اللہ نے ''آپ سے انثیت کا مادہ الگ کر دیا''؟

مرزا صاحب: جی، ہاں، اس میں کونسی بات ہے جو غلط ہے؟

ابن فیض: جی غلط یا صحیح تو آپ جانیں، سوال یہ پیدا ہوتے ہیں کہ اگر انثیت کا مادہ نہیں رہا، تو پھر وہ الٰہی بخش حیض کس کا دیکھنا چاہتا تھا؟ وہ مریم کی طرح حاملہ کون ہوا، اور درد زہ کس کو تنہ کھجور پر لے گئی، پھر وہ آپکے مرید خاص اللہ یار کے بیان کے مطابق عورت کی حالت کس پر طاری ہوئی اور اللہ نے (نعوذ باللہ) رجولیت کا اظہار کس سے کیا؟

مرزا صاحب: آپکا دماغ خراب ہے یہ روحانی باتیں ہیں،

ابن فیض: اور کیا انثیت کا مادہ بھی روحانی طور پر الگ ہوا تھا یا جسمانی طور پر، اور جنت آپکی روحانی بہن یا زوج تھیں یا جسمانی طور پر؟

مرزا صاحب: آپکے سوال بے فائدہ ہیں اور یہ باتیں ایسی ہیں کہ جنکی گہرائی میں آپ نہیں پہنچ سکتے۔ آپ تو سرسری الفاظ سے پتہ نہیں کیا کیا معنی نکال رہے ہیں۔

ابن فیض: خیر آپکا سلطان القلم ہونے کا دعویٰ ہے اسکے باوجود الفاظ کا اتنا غیر ذمہ دارانہ استعمال، لیکن مولانا رفیق دلاوری اپنی کتاب ''رئیس قادیان'' میں لکھتے ہیں کہ آپکے توام پیدا ہونے کی کہانی آپکے تخیل کی پیداوار ہے؟

مرزا صاحب: میرے پاس جنانے والی دائی کی تحریری شہادت موجود ہے !

ابن فیض: مرزا صاحب آپ نے جولائی ۱۸۹۹ء میں تریاق القلوب لکھنی شروع کی اور اسمیں پہلی بار آپ نے جنانے والی دائی کی تحریر کا ذکر کیا ہے اسکا مطلب ہے کہ اس وقت آپکی عمر ۵۹/۶۰ سال تھی، جب آپنے اس سے تحریری شہادت لی، اگر ہم آپکی پیدائش کے وقت اس دائی کی عمر ۲۵ سے ۳۰ سال کے درمیان بھی لگا لیں تو دائی کی عمر تحریری شہادت کے وقت تقریباً ۹۰ سال ہوگی، اس عمر میں کیا وہ تحریری شہادت دینے کے قابل تھی؟ یا کسی بات کو سمجھ کر اس پر دستخط یا انگوٹھا لگانے کے قابل تھی؟ کیا اسکو خاص آپکی پیدائش کی تفصیل اس عمر میں بھی یاد تھی؟ ویسے آپس کی بات ہے یہ دائی کی شہادت کا آئیڈیا آپ کو کس نے دیا ہے؟ اگر آپکا اپنا ہے تو شیطان بھی آپکا شاگرد ہوگا؟

مرزا صاحب: (مرزا صاحب سخت غصہ میں بات کاٹتے ہوئے) کیا فضول حساب کر رہے ہو میں جو کہہ رہا ہوں سچ کہہ رہا ہوں، میرے پاس ....

ابن فیض: (مرزا صاحب کی بات کاٹتے ہوئے) ازراہ کرم مجھے بات پوری کرنے دیں، آپ کو اگر ایک دانہ رائی کا مل جاتا تو آپ اس سے پہاڑ کھڑا کر لیتے تھے، اگر دائی کی شہادت صحیح ہوتی تو آپ نے اسکا نام اور پتہ بھی شائع کرنا تھا اور لوگوں کو انعامی چیلنج دینے شروع کر دینے تھے تحریر کے فوٹو بنوا کر شائع کر دینے تھے لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا، اسی طرح آپ نے ابن عربیؒ کی عبارت کو ادھورا لکھا ہے اور توڑ مروڑ کر لکھا ہے، اسمیں کئی اہم باتیں آپ نے بیان نہیں کیں

مرزا صاحب: یہ مجھ پر سخت بہتان ہے، آپ مجھ پر بہتان باندھنے آئے ہیں یا انٹرویو لینے، ابن عربیؒ کی کونسی اہم باتوں کا میں نے ذکر نہیں کیا اور چھپایا ہے؟

ابن فیض: دیکھا مرزا صاحب یہ آپکی خوبی ہے کہ میرے دائی والے اعتراض کا جواب گول کر گئے ہیں، کیونکہ جواب آپکے پاس ہے بھی نہیں۔ ابن عربی نے لکھا ہے، جسکا ذکر آپ نے نہیں کیا کہ وہ کامل بچہ چین میں پیدا ہوگا؟

مرزا صاحب: بھئی چین اور ہندوستان میں ایک پہاڑی کا ہی تو فرق ہے، وہ ہمالیہ کے اُس طرف ہیں اور ہم اِس طرف، سارے ملک ایک ہی خدا کے ہیں جیسا کہ میرے سابق مرید کے بیٹے علامہ شیخ اقبال نے کہا ''چین وعرب ہمارا، ہندوستان ہمارا'' اس ایک مصرعہ میں ہی پوری پیشگوئی سمودی ہے، جیسے کہ چین میں پیدا ہوگا یا چینی النسل ہوگا، اور میں منگول یا مغلوں کو بھی چینی النسل ہی سمجھتا ہوں، عرب سے مراد ابن عربی ہیں اور ہندوستان سے مراد میں ہوں۔ اس سے ثابت ہوا کہ میرا ہندوستان میں پیدا ہونا پیشگوئی کے خلاف نہیں بلکہ ابن عربیؒ کی پیشگوئی کے عین مطابق ہے چین اور ہندو دونوں کے حروف تہجی بھی تین تین ہیں اور انمیں ایک حرف ''ن'' بھی مشترک ہے، کیا ابھی بھی کوئی شبہ رہ گیا ہے؟

ابن فیض: آپ نے پیشگوئی کا یہ حصہ بھی نہیں لکھا کہ اس وقت ''نکاح بکثرت ہوں گے مگر اولاد پیدا ہونے کی صلاحیت نہیں رہے گی؟

مرزا صاحب: بھئی اولاد اپنے سے نہیں ہوتی تو دوسرے سے لے لو، میری ذمہ داری پیشگوئی کو اپنی ذات پر منطبق کرنا تھا، نہ کہ اولاد دینے کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے۔ لیکن پھر بھی میری انسان دوستی دیکھو کہ میں نے اپنے جیسے نامرد ہونے والوں کے لئے ''الہامی نسخہ زد جام عشق'' چھوڑا ہے اور حکیم نور دین نے نا عورتوں کے لئے ''حب اٹھرا'' کا نسخہ چھوڑا ہے۔

اور کیا چاہئے؟

ابن فیض:۔ لیکن پیشگوئی میں یہ بھی صاف لکھا ہے کہ اسکی مادری زبان چینی ہوگی، اسکا ذکر بھی آپ اپنی کتاب میں گول کر گئے ہیں اور اگر آپ کو منگول بھی مانیں تو انکی زبان بھی چینی نہیں ہے اور نہ کبھی تھی؟

مرزا صاحب:۔ یہ کیا آپ بار بار کہہ رہے ہیں کہ میں نے یہ چھوڑ دیا، وہ نہیں لکھا؟ مت بھولئے کہ میں حکم تھا اور جس طرح میرا یہ حق تھا کہ میں حدیثوں کے ڈھیر میں سے جس کو چاہوں رکھوں اور جسکو چاہوں ردی کاغذ کی طرح پھینک دوں، اسی طرح ابن عربی وغیرہ کی تحریروں کی میرے پاس کیا وقعت ہے، یہ میرا حق ہے کہ میں جو چاہوں اپنی تحریر میں شامل کروں اور جو چاہوں چھوڑ دوں، اگر تم میں ذرہ بھر بھی شرم کا مادہ ہوگا تو دوبارہ ایسا سوال نہیں اٹھاؤ گے۔ اور رہا چینی زبان کا مسئلہ تو یاد رکھیں کہ ہوسکتا ہے میرے بزرگوں میں سے کسی ایک آدھ کو چینی زبان بھی آتی ہو، یا پھر آئندہ کوئی ایسا مہدی بھی پیدا ہوجائے جو چینی زبان بولتا ہو۔ یہ کوئی ایسی اہم بات نہیں کہ اسکی طرف توجہ دی جائے، ویسے بھی ہر زبان کا لفظ، گلے سے نکلی ہوئی مختلف آوازوں کا مرکب ہوتا ہے، اس مرکب کو چینی زبان یا ہندوستانی زبان کی طرف، جسطرف دل چاہے موڑ دیں وہی زبان بن جائیگی۔

جاری ہے

انٹرویو مرزا صاحب بانی قادیانی مذہب (احمدیہ) ۔ قسط نمبر ۲

☺مرزا صاحب کیساتھ عالم برزخ سے ایک تصوراتی انٹرویو کے ذریعہ انکی کتابوں سے حقائق کو ذرا دلچسپ انداز میں پیش کرنیکی کوشش ہے☺

ابن فیض :۔ اب ہم وہیں سے شروع کرتے ہیں جہاں سے چھوڑا تھا؟

مرزا صاحب:۔ جی، بالکل، میری ایک خواہش تھی کہ اگر آپ سوالات ذرا ہلکے رکھیں

ابن فیض :۔ آپ کا اصل نام کیا ہے یا تھا؟ دسوندی؟ یا سیندھی؟ یا غلام احمد؟ یا مرزا غلام احمد قادیانی؟

مرزا صاحب:۔ اصل بات یہ ہے کہ میں بڑی منتوں، محنتوں اور کوششوں سے پیدا ہوا تھا، اس لئے میرے ننھیال میں مجھے سیندھی کہتے تھے جسکا مطلب ہے کہ میرے لئے منت مانی گئی تھی، اور سیندھی کو ہندو اپنی زبان میں دسوندی کہتے تھے اسلئے بچپن میں کوئی دسوندی کہتا، اور کوئی سیندھی، بلکہ میری دوسری شادی کے بعد تک میرے ننھیال کی بوڑھی عورتیں مجھے سیندھی کہتی رہیں۔ میری دوسری بیوی بھی اسکی گواہ ہے۔

ابن فیض :۔ آپ اپنی پیدائش کے لئے محنتوں اور کوششوں کا تو اس طرح حوالہ دے رہے ہیں جیسے اپنی پیدائش کے لئے آپ نے خود کوشش کی ہو یا کم از کم............، خیر آپکا نام غلام احمد کب رکھا گیا، کس نے رکھا، یا بڑے ہو کر خود ہی رکھ لیا؟

مرزا صاحب:۔ ابتک اصل بات ویسے بھی آپ لوگوں کو پتہ لگ ہی چکی ہے اب کیا چھپانا، ہماری ذہنیت شروع سے ہی غلامانہ تھی اسی وجہ سے مغلوں نے کچھ زمین دی جسکو چاپلوسی کے ساتھ جاگیر بنالیا، اور جب سکھوں نے ہماری معمولی سی جاگیر کو رگڑا لگایا تو ہماری ذہنیت اور زیادہ غلامانہ ہو گئی حتیٰ کہ ہمارے بزرگوں نے خود ہی اپنے ناموں کے ساتھ غلام نتھی کرنا شروع کر دیا، جیسے میرے والد کا نام بھی غلام، بھائی کا نام بھی غلام اور انکی سیرت پر، جب میں ذرا بڑا ہوا تو میرا نام بھی غلام رکھ دیا گیا، بزرگ نماز نہ پڑھنے کے باوجود مسلمان کہلاتے تھے، اس لئے ساتھ احمد لگا لیا، ویسے سچی بات یہ ہے کہ انگریزوں کیوقت میں یہ غلامانہ ذہنیت بڑے کام آئی، خیر اس طرح ہوتے ہوتے مرزا غلام احمد قادیانی بن گیا

ابن فیض :۔ آپ نے قادیانی ساتھ کیوں لگایا، کیا مرزا غلام احمد کافی نہیں تھا؟

مرزا صاحب:۔ میرا دعویٰ تیرھویں صدی کے آخر اور چودھویں صدی کے شروع پر مجدد اور مسیح ہونیکا تھا، میں نے دیکھا کہ قادیانی ساتھ لگانے سے تیرہ سو کا عدد بنتا ہے تو میں نے قادیانی ساتھ لگا کر اسکو بھی اپنے دعوے کا ایک ثبوت بنانے کی کوشش کی۔

ابن فیض :۔ لیکن وہ دوسرے بیشمار نام مثلاً نوح، داؤد، موسیٰ، ابراہیم، کرشن، ردر گوپال وغیرہ وغیرہ کہاں سے آئے؟ یہ سب کیا ہے؟

مرزا صاحب:۔ آپ کن فضول سوالوں میں پڑ گئے، آپ کو کیا اندازہ یا پتہ کہ مذہبی دکانداری کے لئے کیا کیا پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں۔

ابن فیض :۔ چلیں ٹھیک ہے، یہ سوالات کسی اگلی نشست میں، لیکن کیا آپ اپنے خاندان کے بارے میں کچھ بتائیں گے؟

مرزا صاحب:۔ میں باپ کے لحاظ سے مغل ہوں۔

ابن فیض :۔ لیکن پیدائش کا بتاتے ہوئے تو آپ اپنے کو چینی الاصل بتا رہے تھے؟

مرزا صاحب:۔ ہاں مغل یا منگول چین سے ہی تو آئے تھے

ابن فیض :۔ لیکن جو شجرہ نسب آپ نے اپنی کتاب میں آپکے بزرگوں کے ہاتھ سے لکھا ہوا دیا ہے اسمیں تو لکھا ہے کہ آپکے بزرگ دو سو برس پہلے سمرقند سے آئے تھے؟

مرزا صاحب:۔ (جھلا کر) میں کوئی جغرافیہ دان ہوں، کہ اب دیکھتا پھروں، آپ سمرقند کو چین کا ہی ایک حصہ کیوں نہیں سمجھ لیتے؟ تاکہ آپکو ایسے سوال نہ کرنے پڑیں

ابن فیض :۔ چلیں، ماریں گولی سمرقند اور چین کو، اپنے خاندان کے بارے میں مزید بتائیں؟

مرزا صاحب:۔ دراصل میرا خاندان ایک شاہی خاندان ہے اور بنی فارس اور بنی فاطمہ کے خون سے معجون مرکب ہے۔

ابن فیض :۔ لیکن آپکی یہ باتیں بھی ثبوت کی محتاج ہیں، شجرہ نسب جو خود آپ نے اپنی کتابوں میں دیا ہے کہ یہ کم از کم دو سو سال پرانا ہے، آپکو مغل برلاس بتا رہا ہے؟

مرزا صاحب:۔ بنی فاطمہ سے اسطرح کہ کئی دادیاں میری سادات میں سے تھیں، ایسا ہے کہ سادات کی لڑکیاں ہمارے گھروں میں آتی رہیں اور ہماری ان کے ہاں بیاہی جاتی رہیں۔

ابن فیض :۔ کیا واقعی آپکی کئی دادیاں سادات میں سے تھیں؟ آپکے خاندان سے تو میں مان سکتا ہوں کہ وہ شاید لے گئے ہوں، ویسے بھی آپ کے خاندانی رواج میں ہے کہ

جہاں پیسہ دیکھا بیٹی بیاہ دی چاہے وہ بوڑھا ہی کیوں نہ ہو، جیسے آپکی بیٹی مبارکہ بیگم؟

مرزا صاحب:۔ کم ازکم ایک دادی تو ہماری سادات میں سے تھی۔لیکن آپ میری بیٹی مبارکہ بیگم کی کیا بات کررہے تھے؟

ابن فیض :۔ آپ نے اپنی بیٹی مبارکہ بیگم ۵۷ سالہ بوڑھے سے بیاہی اور ۵۷ ہزار روپیہ حق مہر رکھا اور اس حق مہر کو عدالتی طور پر رجسٹر کروایا؟

مرزا صاحب:۔ وہ صرف بوڑھا ہی نہیں بلکہ نواب تھا۔اور میرا الہام تھا کہ یہ سونے میں کھیلے گی اس لئے احتیاطی طور پر رجسٹر کروالیا تاکہ نواب کے مرنے کی صورت میں، یہ نہ ہو کہ نواب کے وارث میری بیٹی کے ہاتھ کچھ نہ لگنے دیں اور میرا الہام جھوٹا نہ ہو جائے۔ دوسرے کچھ میرا بھی کام چلتا رہے، آخر نواب کے نام سے بھی سیاسی فائدہ ہوتا ہے نا۔

ابن فیض :۔ چلیں ایک دادی سادات کی ہونے کی وجہ سے، حالانکہ اسکا بھی کوئی ثبوت نہیں، کیونکہ اگر ہوتا تو آپ اس دادی کا نام اور شجرہ نسب تک اپنی کتابوں میں دے دیتے، اس لئے کہ رائی سے پہاڑ بنانا آپکے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔لیکن پھر بھی مان لیا کہ آپ بنی فاطمہ سے ہوگئے، لیکن بنی فارس آپ کیسے بن گئے؟

مرزا صاحب:۔ میرے پاس سوائے اپنے الہام کے اپنے بنی فارس ہونے کا اور کوئی ثبوت نہیں، اس عاجز کا خاندان دراصل فارسی ہے نہ مغلیہ، نہ معلوم کس غلطی سے مغلیہ خاندان کے ساتھ مشہور ہوگیا۔

ابن فیض :۔ چلیں مان لیا کہ آپ مغلیہ ہیں نہ فارسی، لیکن آپ کا دعویٰ اسرائیلی ہونے کا بھی ہے، اسپر کچھ روشنی ڈال دیں؟

مرزا صاحب:۔ چونکہ اہل فارس حضرت یعقوبؑ کی اولاد میں سے ہیں اور بنی فارس ہوتے ہوئے میں بنی اسرائیلی بھی ہوں، میں ایک عجیب وغریب معجون مرکب ہوں

ابن فیض :۔ لیکن آپکو معجون مرکب بننے کی کیا ضرورت پڑگئی؟

مرزا صاحب:۔ میں اور کیا کرتا، آپ نے یہ سوال کرتے ہوئے میری مجبوریوں کو نہیں دیکھا اور سوچا، مہدی اور مسیح کی روایات میں اتنی نشانیاں ہیں کہ میں انکا پچاسواں حصہ بھی اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش نہیں کرسکتا، مرتا کیا نہ کرتا کہ یہ ایک آسان ترکیب سوجھی کہ کسی طرح خاندانی نشانیوں کو ہی کھینچ تان کر اپنے اوپر فٹ کرلوں۔

ابن فیض :۔ آپ بتا بھی رہے ہیں اور آپ نے لکھا ہے کہ ''میری نسلیں ہیں بے شمار''، اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے تو آپ عربی میں اسکو کیا کہیں گے؟

مرزا صاحب:۔ ذریعۃ البغایا، (مرزا صاحب کو کھانسی کا دورہ پڑگیا جسکی وجہ سے وہ جواب پورا نہ کرسکے)، میرا مطلب ہے ....

ابن فیض :۔ چھوڑیں جی، پانی کا گھونٹ بھریں اور بتائیں کہ آپکا بچپن کیسا گزرا؟

مرزا صاحب:۔ زیادہ بچپن ہوشیار پور میں، میری ننھیال کے پاس گزرا، والد کے حالات روزگار اتنے سازگار نہیں تھے اس لئے زیادہ بچپن وہیں گزرا، وہاں اور کھیلوں کے علاوہ میرا محبوب مشغلہ چڑیوں کو پکڑنا اور سرکنڈے سے ذبح کردینا تھا یا پھر ندی نالوں اور قادیان کی ڈھاب میں ڈبکیاں لگایا کرتا۔

ابن فیض :۔ آہا بچپن کی عادت بڑے ہوکر دوسرے رنگ میں پوری کرتے رہے؟

مرزا صاحب:۔ بچپن کی کئی عادتیں میں بڑا کیا بوڑھا ہوکر بھی پوری کرتا رہا، لیکن آپ کا اشارہ کس طرف ہے؟

ابن فیض :۔ بڑے ہوکر لوگوں کے ایمان سرکنڈے کے قلم سے کاٹنے شروع کردئے، اور کفر کی ڈھاب میں غوطے لگائے، خیر اپنے خاندان کے بارے میں کچھ اور بتائیں؟

مرزا صاحب:۔ جی جب میرے بزرگ سمرقند سے ہندوستان میں آئے تو مغل بادشاہ نے انکو اس علاقے میں کچھ زمین دے دی اور قاضی مقرر کردیا۔

ابن فیض :۔ مطلب کہ خوشامد آپکا جدی پشتی پیشہ ہے، بزرگوں نے مغلوں کی خوشامد کی تو وہ قاضی بنادئے گئے اور آپ نے انگریزوں کی خوشامد کی تو نبی بنادئے گئے۔ خیر کیا قادیان اسوقت موجود تھا؟

مرزا صاحب:۔ جی نہیں، میرے بزرگوں نے اسکی بنیاد رکھی۔

ابن فیض :۔ لیکن آپ نے تو کہا ہے کہ قرآن شریف میں تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ لکھا ہے، مکہ، مدینہ اور قادیان، اور قرآن شریف تو چودہ سو سال پہلے نازل ہوا تھا؟

مرزا صاحب:۔ نہیں بھئی وہ تو میرا کشف تھا۔ بزرگوں نے جب اسکی بنیاد رکھی تو ماجھی قاضی کہلایا، جو بگڑ کر بعد میں قادیان بن گیا۔

ابن فیض :۔ اسی علاقے میں دو قادیان اور بھی ہیں کیا انکے نام بھی اسی طرح قادیان بنے؟ دوسرے اگر آپکی بات قرین قیاس ہے تو یہ بھی قرین قیاس ہوسکتا ہے کہ یہ ماجھی قاضی ہو؟

مرزا صاحب:۔ مجھے نہیں پتہ، لیکن یہ مجھے علم ہے کہ ان سوالوں کے پیچھے یہودی مولوی بول رہے ہیں جنکا جھوٹا پیالہ عوام کالانعام کی طرح تم نے بھی پیا ہے۔

ابن فیض :۔ مجھے آپکے بھٹیارنوں کی طرح کے کوسنوں پر غصہ نہیں آئیگا، براہِ کرم آپ اپنے معجون مرکب خاندان کے بارے میں مزید بتائے؟

مرزا صاحب:۔ ایک وقت آیا کہ ہمارے خاندان کے پاس اس علاقے کی حکومت تھی اور اسی پچاسی گاؤں انکے پاس تھے

ابن فیض :۔ صرف گاؤں ہی تھے یا کوئی شہر بھی تھا؟

مرزا صاحب:۔ جی قادیان شہر ہی تو تھا۔

ابن فیض :۔ اجی کیا بات کررہے ہیں، قادیان تو آج تک شہر کیا صحیح طور پر قصبہ بھی نہ بن سکا؟

مرزا صاحب:۔ کبھی نہ کبھی تو بنے گا بھئی اس میں موٹے پیٹوں والے ساہوکار بیٹھیں گے اور ہر طرف رونق ہوگی۔

ابن فیض :۔ خیر آپ نے تعلیم کس قسم کی پائی؟

مرزا صاحب:۔ بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خوان معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا جنہوں نے قران شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اسکے بعد ....

ابن فیض :۔ جناب معاف کیجئے، آپ سلطان القلم کہلاتے ہیں اور آپ اس بات میں تمیز نہیں کرسکتے کہ استاد نوکر نہیں رکھے جاتے بلکہ مقرر کئے جاتے ہیں؟

مرزا صاحب:۔ پتہ نہیں آپ انٹرویو کررہے ہیں یا نکتہ چینیاں، میرے والد نے فضل الٰہی کو نوکر رکھا تھا، مجھے پڑھانے کو، میرا کہنا کافی ہونا چاہئے!

ابن فیض :۔ ٹھیک ہے جناب، پتہ چل گیا کہ آپکے دل میں استاد کی اچھی عزت ہے، از راہ کرم آگے بتائے؟

مرزا صاحب:۔ جب میری عمر تقریباً دس برس کے ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے، میرے والد صاحب کی طرف سے مقرر کئے گئے، جنکا نام فضل احمد تھا۔ مولوی صاحب بڑی توجہ اور محنت کیساتھ پڑھاتے رہے، میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو ان سے پڑھے۔

ابن فیض :۔ اچھا جی کیا آپ نے قرآن اور عربی کے بعد آگے بھی استادوں سے کچھ پڑھا؟

مرزا صاحب:۔ کیا بات کررہے ہیں، ''کوئی ثابت نہیں کرسکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے۔

ابن فیض :۔ لیکن ابھی آپ نے بتایا ہے کہ قرآن میں نے اپنے باپ کے نوکر فضل الٰہی سے پڑھا ہے؟

مرزا صاحب:۔ اس طرح تو حضرت عیسیٰ اور موسیٰ بھی مکتب میں بیٹھے تھے!

ابن فیض :۔ آپ نے عالم برزخ میں بھی اپنی عادت نہیں چھوڑی کہ بے بنیاد چھوڑنی، اور دور کی کوڑیاں لانی، کہاں لکھا ہے کہ یہ انبیاء مکتب میں بیٹھے تھے؟

مرزا صاحب:۔ (محاورۃً منہ سے جھاگ نکل رہی تھی) کیا میرا کہنا کافی نہیں، میں حکم ہوں!

ابن فیض :۔ گستاخی معاف، میرے خیال میں، آپ حکم ہیں نہیں اور تھے بھی نہیں، چلیں اتنی اہم بات نہیں اپنی تعلیم کا بتائیں؟

مرزا صاحب:۔ اور بعد اسکے میں جب سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال (کم وبیش سات، آٹھ سال) پڑھنے کا اتفاق ہوا انکا نام گل علی شاہ تھا، انکو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کے قادیان میں پڑھانے کے لئے مقرر کیا تھا، ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو، منطق، حکمت اور علوم مروجہ کو جہاں تک خدا نے چاہا حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں، وہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے۔

ابن فیض :۔ یہ وہی گل علی شاہ ہیں جن کے بارے میں آپ نے بتایا تھا کہ کبھی نماز نہ پڑھا کرتے، منہ تک نہ دھوتے۔ اور دوسری جگہ فرمایا کہ ''ہر وقت افیم کے نشے میں رہتے تھے اور چلم الٹ جاتی تھی انکو پتہ نہیں چلتا تھا''؟

مرزا صاحب:۔ (خوش ہوکر) بالکل وہی، آپ نے اسکا مطلب ہے میری کتابیں بڑے غور سے پڑھی ہیں

ابن فیض :۔ جی اسی لئے تو آپکا جال توڑنے کی توفیق ہوئی کہ اس مطالعہ نے آپکے تضادات اور دلائل کا پول کھول دیا، آپ کب تک تحصیل علم میں مشغول رہے؟

مرزا صاحب:۔ میں کم از کم ۱۸۶۵ء تک باقائدہ تحصیل علم میں مشغول رہا۔

ابن فیض :۔ خیر آپکے ہم مکتبوں میں سے کوئی مشہور شخصیت ؟

مرزا صاحب:۔ ہاں شیخ محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعت السنہ ابتدائی عمر میں میرا ہم مکتب رہا ہے!

ابن فیض :۔ کیا شیخ محمد حسین بٹالوی صاحب کبھی قادیان میں بھی رہے ہیں؟

مرزا صاحب:۔ نہیں، کبھی نہیں! لیکن یہ سوال آپ نے کیوں کیا؟

ابن فیض :۔ اس لئے کہ وہ آپ کے ہم مکتب بٹالہ میں رہے، اور قادیان نہیں رہے، اور آپکے ساتھ وہ گل علی شاہ کے پاس پڑھتے رہے ہیں؟

مرزا صاحب:۔ جی بالکل، لیکن میں سمجھا نہیں کہ اس تفصیل کی کیا ضرورت پڑ گئی؟

ابن فیض :۔ میں ریکارڈ کی درستگی کے لئے سوال کر رہا ہوں کہ آپ نے اپنے بیان میں کہا کہ آپکے والد نے گل علی شاہ کو نوکر رکھا قادیان میں آپکو پڑھانے کے لئے؟

مرزا صاحب:۔ جی! بالکل کہا ہے۔

ابن فیض :۔ اور اسی کے پاس شیخ محمد حسین بٹالوی بھی آپکے ہم مکتب تھے، سوال یہ ہے کہ کہاں ہم مکتب تھے بٹالہ میں، جہاں آپکے والد مطب کرتے تھے، یا قادیان میں؟

مرزا صاحب:۔ جیسا کہ بٹالوی نام سے ظاہر ہے کہ وہ بٹالہ میں میرا ہم مکتب تھا۔

ابن فیض :۔ کہیں یہ نوکر والی بات بھی بے پر کی تو نہیں اڑائی آپ نے، جیسا کہ ساری عمر اپنے دعاوی کے ساتھ کرتے رہے،؟ جیسا کہ رئیس قادیان کی بھی تحقیق کہتی ہے کہ گل علی شاہ کبھی کسی کے پاس نوکر نہیں رہے؟ اور کبھی قادیان نہیں گئے۔

مرزا صاحب:۔ پتہ نہیں کیا کہہ رہے ہو، مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی................ ہاں والد صاحب سے طب پڑھی ہے وہ حاذق طبیب تھے۔

ابن فیض :۔ سنا ہے کہ آپ نوعمری میں بہت مطالعہ کرتے رہے؟

مرزا صاحب:۔ ہاں میرے ہر وقت کے مطالعہ کو دیکھ کر والد صاحب ہمدردی سے منع کرتے تھے کہ کہیں بیمار نہ پڑ جاؤں، لیکن اسوقت مجھے بھی علم نہیں تھا، تو انکو کیسے ہوسکتا تھا کہ آئندہ انہی بیماریوں کی وجہ سے اور بنیاد پر میں اپنی نبوت کی عمارت کھڑی کرونگا۔

ابن فیض : سنا ہے کہ سیالکوٹ میں نوکری کے دوران آپ نے قانون اور انگریزی کا بھی مطالعہ کیا تھا مختاری کے امتحان کے لئے، لیکن امتحان میں فیل ہو گئے تھے؟

مرزا صاحب:۔ ہاں یہ دنیاوی کام میرے لئے نہیں تھے، اور انگریزی کی ابتدائی دو تین کتابیں مختاری کے امتحان کے لئے پڑھی تھیں۔

ابن فیض :۔ آہا، اسی لئے آپ کے انگریزی الہامات میں زبان اور انداز بیان، پہلی جماعت کے نادان اور بچوں کی طرح ہے، خیر آپ اپنے تحصیل علم کے بارے میں بتا رہے تھے؟

مرزا صاحب:۔ لیکن پھر اللہ نے مجھے الہام میں مخاطب کر کے کہا کہ "اے مرزا، تو علم کا شہر ہے"۔

ابن فیض :۔ گستاخی معاف، کہیں آپکو سننے میں غلطی تو نہیں لگی، ممکن ہے کہ اللہ نے کہا ہو کہ، "اے مرزا تو ناقص علم کا زہر ہے"

مرزا صاحب:۔ (دانت پیستے ہوئے) کاش میرے پاس مضبوط اونٹ کے چمڑے کا جوتا ہوتا تو ....

جاری ہے

انٹرویو مرزا صاحب بانی قادیانی مذہب ﴿احمدیہ﴾ ۔ قسط نمبر۳

☺مرزا صاحب کیساتھ عالم برزخ سے ایک تصوراتی انٹرویو کے ذریعہ انکی کتابوں سے حقائق کو ذرا دلچسپ انداز میں پیش کرنیکی کوشش ہے☺

ابن فیض :۔ سنا ہے آپ کو بچپن میں شعبدے بازی کا بڑا شوق تھا؟

مرزا صاحب :۔ ہاں شوق تو تھا لیکن نہ سیکھ سکا، اگر شعبدے بازی سیکھی ہوتی تو میرے لئے بہت آسانی ہو جاتی، میں ان شعبدوں کو ہی معجزے کہہ کر پیش کر دیتا اور دوسری پیشگوئیوں کی نوبت ہی نہ آتی، جن پر آج تک نہ پورا ہونے کے اعتراض آ رہے ہیں۔ ہاں میرے بیٹے بشیر الدین محمود نے دو ڈھائی سو شعبدے سیکھے تھے، لیکن وہ بھی بے فائدہ !

ابن فیض :۔ ہاں وہ بھی اتنے بھونڈے کہ ان شعبدوں سے بچے بھی متاثر نہیں ہوتے تھے، بلکہ ایک بار تو اسکے بھتیجے نے اسکے شعبدے کو دیکھ کر کہا کہ ”میں تہاڈیاں چلا کیاں سمجھناہاں“، آپ اس لئے بے فائدہ کہہ رہے ہیں؟

مرزا صاحب :۔ نہیں بلکہ میں نے تو اسکے لئے بھی نبوت کا راستہ صاف کیا تھا مگر اسکی اپنی حرکتوں کی وجہ سے اسکا مصلح موعود کا دعویٰ بھی ایک لمبے عرصے تک التوا میں پڑتا رہا۔

ابن فیض :۔ آپ نے اپنے لئے تو نبوت کا دعویٰ کر لیا لیکن اپنے بیٹے کے لئے کیسے راستہ صاف کیا؟

مرزا صاحب :۔ پیشگوئی مصلح موعود جو میں نے کی ہے اسکو غور سے پڑھو کیا نبوت کے علاوہ بھی اسکا کوئی اور مطلب نکلتا ہے؟

ابن فیض :۔ لیکن اسکے لئے نبوت کا راستہ صاف کرنے کا کیسے خیال آیا؟

مرزا صاحب :۔ عبیداللہ مہدی کی کہانی سے کہ پہلے وہ پھر اسکا بیٹا اور پھر اگلی نسل نبوت کا دعویٰ کرتے رہے

ابن فیض :۔ جناب آپکے بچوں پر کسی دوسری نشست میں بات کریں گے، آپکا اصل پیشہ کیا تھا؟

مرزا صاحب :۔ رئیس قادیان ہونے کے ناطے کچھ نہیں سیکھا، لیکن ایک ایسا واقعہ ہو گیا کہ کچھ عرصہ منشی گیری کرنی پڑی۔ پھر والد کیساتھ ملکر مقدمے بازیاں کرتا رہا، پھر مذہب کی دکانداری شروع کی اور اسکو انتہا تک پہنچایا اور اس طرح آخر میں تو پیشہ ”نبوت“ ہی ہو کر رہ گیا تھا۔

ابن فیض :۔ جی کیا کہا، نخوت؟ یہ نخوت آپکی طبیعت میں کب سے در آئی؟

مرزا صاحب :۔ نخوت نہیں، میں نے نبوت کہا ہے، اور جہاں تک نخوت کا تعلق ہے، ہاں طبیعت میں کچھ نخوت خاندانی طور پر بھی تھی اور کچھ سیالکوٹ کچہری میں منشی گیری کی ملازمت کرنیکی وجہ سے اور بھی بڑھ گئی۔ اور اس طرح ہر دعوے کے ساتھ ساتھ مراق اور نخوت بھی بڑھتے ہی گئے۔

ابن فیض :۔ جی صحیح کہا نخوت تو خیر آپکے خاندان میں ابھی بھی بڑے اونچے درجے پر پائی جاتی ہے، خیر سنا ہے کہ آپ مقدمہ بازیاں بھی بہت کرتے رہے ہیں؟

مرزا صاحب :۔ ہاں، اصل میں والد صاحب کے زیر قبضہ جو جائداد تھی، اسپر ہمارے شریکوں نے اپنے حق کے لئے اعظم بیگ لاہوری کی مدد سے ہم پر مقدمے قائم کر دئے تھے، والد صاحب نے سوچا کہ کچہری کی ۴ سالہ منشی گیری کی وجہ سے میں قانون سے اچھا واقف ہو گیا ہوں گا؟ اسلئے انہوں نے مجھے ان مقدمات پر لگا دیا۔

ابن فیض :۔ کون جیتا شریک یا آپ؟

مرزا صاحب :۔ اسوقت تو شریک مقدمات جیت گئے، لیکن آفرین ہے کہ والد صاحب نے اپنی زندگی میں انکو قبضہ نہ دیا اور نہ ہی میرے بڑے بھائی نے۔

ابن فیض :۔ اوہ، تو انکو قبضہ ملا ہی نہیں جیتنے کے باوجود؟

مرزا صاحب :۔ دے دیا، میں جب اپنے بھائی کے مرنے کے بعد مالیت سے زیادہ قرض میں دبی ہوئی جائداد کا مدار المہام بنا تو اسوقت اس جائداد کا بہت ساری وجوہات کی بناء پر قبضہ دے دیا، جس میں سب سے بڑی یہ تھی کہ مجھے اپنے دسترخوان اور روٹی کی فکر تھی۔ لیکن اولاد کو نصیحت کر دی کہ یہ جائداد واپس لینی ہے۔

ابن فیض :۔ جائداد واپس کرنے کی وجوہات میں سے سب سے خاص وجہ کیا تھی؟

مرزا صاحب :۔ بتایا تو ہے کہ کھانے کو روٹی نہیں تھی تو ناجائز قبضہ کیسے برقرار رکھتے، اس لئے مجبوراً ایسا فیصلہ کرنا پڑا، لیکن اس وقت تو اندازہ نہیں تھا لیکن بعد میں اسکا یہ فائدہ ہوا کہ مریدوں کو سنانے کے لئے میری اولاد کے ہاتھوں میں میرے تقویٰ کی ایک کہانی بن کر یہ واقعہ بیان ہو رہا ہے۔

ابن فیض :۔ تو واپس لی یہ جائداد؟

مرزا صاحب :۔ ہاں مریدوں کا پیسہ خوب آنا شروع ہوا تو میں نے کچھ اپنی زندگی میں ہی واپس لے لی اور کچھ میرے بچوں نے ۲۸۔۱۹۲۷ء میں واپس حاصل کر لی

ابن فیض :۔ جناب مرزا صاحب برسبیل تذکرہ کیا آپکو اپنے والد اور بھائی کے ساتھ ملکر ناجائز قبضہ برقرار رکھنے کے لئے مقدمے لڑتے ہوئے خیال نہیں آیا؟

مرزا صاحب :- کیا مطلب؟ انگریزوں کے ساتھ اور انکی عدالتوں میں میرے والد نے اس جائداد کا مقدمہ لڑا اور انکا ستر ہزار (۷۰۰۰۰) روپیہ ان مقدموں پر خرچ ہوا تھا جس میں شریکوں نے کوئی خرچ نہیں دیا تھا اس لئے شریکوں کا کوئی حق نہیں تھا، وہ ہماری جائداد تھی!

ابن فیض :- مرزا صاحب آپنے اپنے حالات میں لکھا ہے کہ آپکے خاندان کی حالت معمولی درجے کے زمینداروں جیسی ہوگئی تھی، اور سات سو روپیہ سالانہ پنشن اور کچھ انعام کی رقم پر گزارہ تھا، ان حالات میں تو آپکے والد مقدموں میں ستر ہزار تو کیا آٹھ ہزار بھی خرچ کرنے کے قابل نہیں تھے اور حالات یہاں تک پہنچ چکے تھے کہ انکے بعد آپکو اگر کوئی فکر تھی تو صرف ایک فکر تھی اپنی روٹی کی، تو اتنا پیسہ کہاں سے آ گیا مقدموں پر خرچ کرنے کو؟

مرزا صاحب :- دراصل .... وہ .... غالباً مجھے الہام ہوا تھا کہ اتنا خرچ ہوا تھا، اور جس طرح فارسی النسل ہونے کا کوئی ثبوت نہیں میرے پاس سوائے میرے الہام کے، اسی طرح میرے پاس ستر ہزار کا بھی کوئی ثبوت نہیں سوائے الہام کے۔

ابن فیض :- لیکن آپکے مقدمے صرف شریکوں کے ساتھ ہی نہیں تھے، بلکہ اپنے مزارعوں اور کاشتکاروں سے بھی تھے؟

مرزا صاحب :- بھئی وہ تو کرنا پڑتے تھے اپنے حقوق کے لئے ورنہ یہ لوگ سر چڑھ جاتے ہیں۔

ابن فیض :- ایک مقدمہ بڑا دلچسپ سنا ہے، کہ آپ نے اپنے ایک مزارعہ پر چودہ (۱۴) روپے کی نالش کر دی تھی کہ اسنے آپکی اجازت کے بغیر ڈھائی روپے کا ببول (کیکر) کا درخت کاٹ لیا تھا کھیت سے، اور اسکے لئے تیس میل دور جا کر ڈیڑھ سال آپ مقدمہ لڑتے رہے تھے؟

مرزا صاحب :- تو کیا کیکر کا درخت اسکے باپ کا تھا، ایسے چوروں اور سرکشوں کو اس سے بھی زیادہ سخت سزا دینی چاہئے۔ میرے بس میں ہوتا تو میں چودہ سو روپے کی نالش کرتا، لیکن قانون نے ڈھائی روپے کے درخت کے لئے چودہ روپے سے زیادہ نالش کی اجازت نہیں دی۔

ابن فیض :- مرزا صاحب ایک جگہ آپ لکھتے ہیں کہ، ''جب میرا باپ وفات پا گیا تب ان خصلتوں میں اسکا قائم مقام میرا بھائی ہوا جسکا نام غلام قادر تھا .... اور میرا بھائی چند سال بعد اپنے والد کے فوت ہو گیا پھر ان دونوں کی وفات کے بعد میں انکے نقش قدم پر چلا اور انکی سیرتوں کی پیروی کی'' [نور الحق/رخ، ج ۸/ص ۳۸۔] تو سوال یہ ہے کہ آپ نے کون کون سی خصلتوں میں انکی پیروی کی؟

مرزا صاحب :- بھئی اچھا بیٹا ساری خصلتوں میں اپنے باپ کی پیروی کرتا ہے، اس طرح میں نے بھی کی۔

ابن فیض :- جناب انکی خصلتوں میں تو عبادت نہ کرنا، دوسروں کی جائداد دبا کر بیٹھ جانا، سکھوں کے لئے مسلمانوں کو مارنا، پھر سکھوں سے بھی بیوفائی کر کے انگریزوں کے تلوے چاٹنا اور ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں مسلمانوں کو مفسد قرار دیکر انگریزوں کی مدد کرنا، کیا یہی انکی اچھی سیرتیں تھیں جنکی آپ نے پیروی کی؟

مرزا صاحب :- آپ پتہ نہیں کیا قصہ لیکر چل پڑے، یہ بات تو میں نے انگریز حکام کو خوش کرنے کو لکھی تھی، اس لئے کہ میرے دعوں کے بعد کیا ہندو، کیا مسلمان، کیا سکھ، کیا عیسائی، سب کے سب میری تکہ بوٹی نہ کر دیتے اگر انگریز راج کی سرپرستی مہیا نہ ہوتی تو۔

ابن فیض :- آپ نے انگریز کی کیا خدمت کی اور انگریز نے آپکی حفاظت کے علاوہ بھی آپکے لئے کچھ کیا؟

مرزا صاحب :- میں نے ساری عمر انگریز کی اطاعت کی تبلیغ کی، اسی الماریاں کتابوں کی لکھیں اور نہ صرف ہندوستان کے مسلمانوں کو، بلکہ روم، شام، بلاد عربیہ اور ایران، افغانستان کے مسلمانوں کو بھی انگریز کے خلاف نہ لڑنے اور اسکی اطاعت کی تلقین کرتا رہا، کیونکہ انگریز ملکہ خدا کا نور تھی، اور اس نور نے مجھے کھینچا، اور اب پاکستان میں میری تعلیم کے خلاف قانون بننے پر میری چوتھی اور پانچویں نسل اور میرے ہزاروں مریدوں کو یورپ میں کھینچا اور میری نسلوں کو ابھی تک تحفظ مہیا کر رہے ہیں۔

ابن فیض :- لیکن آپ نے انگریزوں کی اتنی تعریف کیوں کی اور کیوں انکے گرویدہ تھے؟

مرزا صاحب :- جہاں تک گرویدہ ہونے کا تعلق ہے ہم نسلوں سے ہر طاقتور حکمران کے گرویدہ چلے آ رہے ہیں اور جب وہ حکمران کمزور ہوتا ہے تو ہم نئے آنیوالے حاکم کے گرویدہ ہو جاتے ہیں، اور یہی طریق میری قائم کردہ جماعت کا ہے۔ لیکن انگریزوں کی تعریف اس لئے کی کہ انہوں نے ہم کو سکھوں سے نجات دلائی!

ابن فیض :- سکھوں سے نجات دلائی؟ سکھوں کے دور میں تو آپکے والد کو سکھوں کی فوج میں جرنیل کا عہدہ ملا اور آپکے بھائی بھی سکھوں کے لئے لڑتے رہے، آپکے والد نے سکھوں کی قیادت میں سید احمد بریلویؒ کے خلاف ہزارہ میں لڑائی لڑی، آپکے والد نے انگریزوں کو کہا کہ ہم نے اپنے مکان سکھوں کے عہد میں بنائے ہیں اور آپکے دور میں مشکل ہے کہ انکی مرمت بھی کرا سکیں، اور آپکے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود نے اپنی تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ رنجیت سنگھ کے دور میں امن تھا اور اسکی وفات پر مسلمان بھی رو رہے تھے؟

مرزا صاحب :- بھئی اصل تکلیف یہ تھی کہ سکھ ہار گئے تھے اور اب انکے ساتھ رہنا بے فائدہ تھا اور نئے حاکموں اور لوگوں کو بھی مطمئن کرنا تھا کہ انگریز کے تلوے کیوں چاٹے، اسلئے سکھوں کی کئی نسلوں پرانی زیادتیوں کو آڑ بنا کر اپنا الو سیدھا کیا۔

ابن فیض :۔ جی پاکستان میں آپکی اولاد بھی یہی کررہی ہے کہ ہر آنیوالے کے تلوے چاٹتی ہے اور جانے والے پر دو حرف بھیجتی ہے،لیکن اگر مولوی آ گئے تو کیا ہوگا؟

(فخر سے) آخر کو میری نسل ہے،اور اگر مولوی اقتدار میں آ گئے تو یہ انکو بھی قابو کرلیں گے

ابن فیض :۔ پاکستان میں آپکے پوتے مرزا ناصر احمد کے دور میں اسمبلی نے آپکی جماعت کو غیر مسلم قرار دیا اگر آپ ہوتے تو کیا کرتے؟

ویسے وہ میرا پوتا ہے کچھ سوچ کر ہی اسمبلی میں گیا ہوگا،ویسے اگر میں خود ہوتا تو اسمبلی میں مدعی نبوت پر لعنت بھیج کر یہ فیصلہ ہی نہ ہونے دیتا اور جب یہ وقت ٹل جاتا تو پھر وہی اپنی پرانی ڈفلی اور پرانا راگ ''کہ میں نبی ہوں'' شروع کردیتا۔

ابن فیض :۔ مرزا صاحب آپ اپنی عائلی زندگی کے بارہ میں کچھ بتائیں گے؟

مرزا صاحب :۔ بس ویسی ہی جیسی کہ عام لوگوں کی گزرتی ہے اپنی بھی گذر گئی۔

ابن فیض :۔ مرزا صاحب آپ نہ تو عام آدمی ہیں اور نہ ہی آپ نے اپنے کو آدمی سمجھا ہی ہے؟

مرزا صاحب :۔ آپکی بات ٹھیک ہے کہ میں عام آدمی نہیں کیونکہ ''آسمان سے بہت سے تخت اترے گئے پر میرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا''۔لیکن آپ نے کیسے کہا کہ میں بھی اپنے آپ کو آدمی نہیں سمجھتا؟

ابن فیض :۔ اصل میں مجھے آپکا وہ شعر یاد آ گیا تھا،

''کرمِ خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں میں ۔ ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار''

اور یہ آپکا بڑا حوصلہ ہے کہ آپ نے اتنا بڑا سچ بول لیا،ورنہ آپکی قبیل کے لوگ تو اسکا سوواں حصہ بھی سچ نہیں بولتے۔

(جاری ہے)

انٹرویو مرزا صاحب بانی قادیانی مذہب (احمدیہ)۔ قسط نمبر ۴

☺مرزا صاحب کیساتھ عالم برزخ سے ایک تصوراتی انٹرویو کے ذریعہ انکی کتابوں سے حقائق کو ذرا دلچسپ انداز میں پیش کرنیکی کوشش ہے☺

ابن فیض:۔ اس نشست میں ہم آپکی ''خواتین حرم'' کے بارے میں بات کریں گے، اور اس اہم باب کو روشنی میں لائیں گے

مرزا صاحب:۔ پچھلے سوالوں میں آپ زیادتی کرتے رہے ہو میرے ساتھ

ابن فیض:۔ مرزا صاحب زیادتی نہیں بلکہ میں تو داد دے رہا ہوں کہ آپ میں بھی کہیں نہ کہیں، کچھ نہ کچھ سچ کا مادہ موجود تھا جسے وقت اور حالات نیز خواہشات نے چاٹ لیا۔

مرزا صاحب:۔ آپ انٹرویو کے بہانے میری توہین کر رہے ہیں

ابن فیض:۔ مرزا صاحب میری کیا حیثیت، کیا پدی کیا پدی کا شوربہ، آپکی اصل توہین تو اللہ نے آپکی اپنی زندگی میں ہی آپکی پیشگوئیوں کو جھوٹا ثابت کر کے کردی تھی اور باقی رہی سہی توہین آپکی اپنی تحریریں اور سوانح عمری قیامت تک کے لئے کر رہی ہیں، لیکن آج ہمارا موضوع توہین نہیں بلکہ آپکی عائلی زندگی ہے، کیا اصل موضوع پر آنا بہتر نہیں ہوگا؟

مرزا صاحب:۔ کیا میرا الہام آپ نے نہیں پڑھا کہ جو میری توہین کریگا، خدا اسکی توہین کریگا اور وہ منہ کے بل گرایا جائیگا، خیر آپ اصل سوال کی طرف آیئے۔

ابن فیض:۔ آپ کی کتنی شادیاں ہوئیں؟

مرزا صاحب:۔ میرے الہام کے تحت میری تین شادیاں ہوئیں، دو زمین پر اور ایک آسمانوں پر۔

ابن فیض:۔ ویسے تو آپکے الہام میں اور بھی خواتین مبارکہ کا ذکر ہے، اس پر ہم بعد میں آتے ہیں، آپکی پہلی شادی کس عمر میں اور کہاں ہوئی؟

مرزا صاحب:۔ جی میری پہلی شادی تقریباً پندرہ برس کی عمر میں جبکہ ابھی میری داڑھی مونچھ بھی نہیں آئی تھی، میری ماموں زاد، حرمت بیگم سے ہوئی۔

ابن فیض:۔ اتنی کم عمری میں آپکی شادی کیوں کردی آپکے والد نے؟ اور آپ اس وقت کیا کام کر رہے تھے؟

مرزا صاحب:۔ دراصل والد صاحب نے پتہ نہیں کیوں میرے ساتھ زیادتی کی اور باندھ دیا، میرے خیال میں شاید میرے ماسٹر صاحب نے کوئی بات کی ہوگی، اس وقت میں نے کیا کام کرنا تھا، ابھی تو ماسٹر فضل الٰہی سے پڑھ رہا تھا، ویسے بھی رئیسوں کے بچے کیا کام کر سکتے ہیں؟

ابن فیض:۔ اس سے بڑھکر زیادتی آپنے اپنے بچوں کے ساتھ کی، آپکے والد نے تو آپکی ۱۵-۱۶ سال کی عمر میں شادی کی لیکن آپنے اپنے بیٹے بیٹیوں کے تو گیارہ بارہ سال کی عمر میں بیاہ کردئے ماسٹر نے کیا بات کہی آپکے والد صاحب سے؟ اور اسکو آپ سے کیا ناراضگی ہو سکتی ہے؟

مرزا صاحب:۔ پڑھائی کے بارے میں تو نہیں کہہ سکتا کہ میں ٹھیک تھا بلکہ اچھا تھا پڑھائی میں، لیکن میرے خیال میں ماسٹر نے یہی کہا ہوگا کہ یہ'' محلے کے بچوں کے ساتھ اندھیرے کونوں کھدروں میں، بڑے ہی شوق سے کھیلتا ہے'' اور رہی ناراضگی کی بات تو ماسٹر صاحب کو جو بچہ اچھا لگتا، میں بھی اسی کے ساتھ کھیلنا پسند کرتا، شاید یہی وجہ ناراضگی ہو؟

ابن فیض:۔ چلیں یہ تو آپکی اور آپکے استاد کی بات تھی، لیکن اتنی کم عمری میں اور بغیر کسی کام کاج کے آپکی والدہ کیسے تیار ہوگئیں؟

مرزا صاحب:۔ مجھے نہیں اندازہ کہ والدین کی آپس میں کیا بات ہوئی اور کس طرح قائل کیا والد صاحب نے ان کو؟ لیکن اتنی بات اڑتی اڑتی سی میرے کان میں پڑی، کہ جائداد پہلے ہی رہن پڑی ہوئی ہے اور اسکے ان کاموں کی وجہ سے بالکل ہاتھ سے ہی نہ نکل جائے اور اسکی صحت بھی نہ خراب ہو جائے؟ میں نے یہ فقرہ سن کر دل میں عہد کر لیا تھا کہ جائداد، قرض خواہوں سے واپس حاصل کرونگا، چاہے جیسے بھی حاصل کروں، اور آپ دیکھ لیں کہ نہ صرف رہن شدہ جائداد واپس حاصل کی، بلکہ اور بھی بنائی۔

ابن فیض:۔ ہاں جی یہ تو ہے کہ میں ہی نہیں، دنیا بھی مانتی ہے کہ آپکے خاندان کی جائداد بڑھتی جا رہی ہے اور مریدوں کی کم ہوتی جا رہی ہے۔ اور دائم المرض مدعی نبوت بھی آپ تھے اور صحت کے چکر میں قیمتی کشتے ساری عمر استعمال کئے، لیکن اور ''وہ کون سے کام تھے'' جنکی وجہ سے آپکے والد صاحب نے ممکنہ طور پر ایسا اظہار خیال کیا؟

مرزا صاحب:۔ بھئی کام کیا ہونے تھے بس یہی تھا کہ میں ہر وقت کتابوں میں ڈوبا رہتا تھا، اور والد صاحب کو فکر رہتی تھی کہ میں کہیں بیمار نہ ہو جاؤں۔

ابن فیض:۔ ہاں میرے خیال میں انکی فکر صحیح تھی کہ آپنے کوئی کام کی کتابیں پڑھی ہوتیں تو نہ خود ذہنی طور پر بیمار ہوتے اور نہ ہی لاکھوں معصوموں کے ایمان کا بیڑہ غرق ہوتا، خیر یہ تو جملہ معترضہ ایسے ہی نکل آیا، آپکے ماموں آپکو بیٹی کیسے دینے پر تیار ہوگئے؟

مرزا صاحب:۔ (غصے سے آپے سے باہر ہوتے ہوئے) آپ مجھے ذہنی طور پر بیمار قرار دے رہے ہیں

ابن فیض:۔ جناب آپ ناراض نہ ہوں، آپ نے خود اپنی کتابوں میں ہر جگہ لکھا ہے کہ اللہ نے آپکو دو بیماریاں دیکر بھیجا ہے بطور نشان کے، ایک سر کی اور ایک نیچے کی

مرزا صاحب:۔ اوہ اچھا اچھا، آپ ایسا کہیں نا کہ آپ میری نبوت کی نشانی کا ذکر کر رہے ہیں، ہاں آپ ماموں کا پوچھ رہے تھے کہ وہ کیسے تیار ہوگئے؟ تو میں کیا چوہڑا چمار تھا

کہ وہ اپنی بیٹی مجھے دینا ننگ خیال کرتے ،اورمیرے والد کے سامنے ویسے بھی ہمارے شریکوں کو کچھ کہنے کی ہمت نہیں تھی ،تیسرے ماموں ذہنی طور پر کچھ ابنارمل تھے اس لئے بھی وہ کیوں ،کب اور کیسے ،کس طرح وغیرہ کے سوال کرنے کے اہل نہیں تھے ،اور پھر اپنے تھے ،کوئی غیر تو نہیں تھے ،اس لئے کوئی انکار نہیں ہوسکتا تھا۔

ابن فیض :۔ اور آپ شادی کے لئے تیار تھے؟

مرزا صاحب :۔ جی مجھے صحیح پوچھیں تو اندازہ ہی نہیں تھا کہ شادی کیا ہوتی ہے؟ میں تو اس لئے خوش تھا کہ بھابھی نے بتایا تھا کہ شادی کے بعد جب ہم کمرے میں بند ہوکر ’’**لُکن میٹی**‘‘ (آنکھ مچولی) کھیلیں گے تو بڑوں کو پہلے کی طرح اعتراض نہیں ہوگا۔

ابن فیض :۔ خیر شادی ہوگئی تو پھر کیا ہوا؟

مرزا صاحب :۔ ہونا کیا تھا؟ یہی کہ **لُکن میٹی** کھیلتے کھیلتے ،شادی کے ایک ہی سال کے بعد سلطان احمد پیدا ہوگیا۔

ابن فیض :۔ یہ وہی مرزا سلطان احمد ہے ناجسکو آپ نے دیوث اور اپنا دشمن قرار دیکر عاق کر دیا تھا؟

مرزا صاحب :۔ ہاں اس نے میرا بیٹا ہوکر بھی محمدی بیگم کے معاملہ میں مخالفت کر کے اور مخالفوں کا ساتھ دیکر ایک نبی کی ،اسلام کی ،خدا کی اور میری مخالفت کی اور دیوثی کی

ابن فیض :۔ اسکے بعد کیا آپکی روزمرہ زندگی میں کوئی بہتری ہوئی؟

مرزا صاحب :۔ جی بہتری تو نہیں بلکہ بدتری ہوئی۔ مجھے اندازہ ہوگیا کہ شادی ،صرف **لُکن میٹی** کا ہی نام نہیں بلکہ اور بھی بہت ساری ذمہ داریوں کا نام ہے ،جو کہ میں ادا نہیں کرسکتا تھا اور نہ ہی ادا کرنے کا شوق تھا۔ اب میں **لکن میٹی** سے بھاگتا اور حرمت بی بی کھینچتی تھی ،اسی کھینچا تانی میں چار سال گزر گئے اور پھر مرزا فضل احمد پیدا ہوگیا۔

ابن فیض :۔ جی یہ وہی فضل احمد ہے نا جس کی وجہ سے آپکی (پہلی) بیگم ’’پھجے دی ماں‘‘ کہلاتی تھیں؟ اس نے محمدی بیگم والے قصہ میں آپکے حکم پر اپنی بیوی عزت بی بی کو طلاق دے دی تھی؟ اور آپ نے اسکا جنازہ بھی نہیں پڑھا تھا؟

مرزا صاحب :۔ ہاں وہی فضل احمد تھا جس نے میرے حکم پر عزت بی بی کو طلاق دی تھی ،وہ فرمانبردار تھا ،بات مانتا تھا پر مجھ پر ایمان نہیں لایا تھا اس لئے جنازہ نہیں پڑھا تھا۔

ابن فیض :۔ کیا وہ یا اسکی والدہ یہاں عالم برزخ میں آپکے ساتھ ہیں؟

مرزا صاحب :۔ نہیں! میں نے سنا ہے کہ اپنا ایمان قائم رکھنے کیوجہ سے عالم برزخ کے خوبصورت حصہ میں مقیم ہیں (گہری آہ بھرتے ہوئے) اور مجھے دیکھنا بھی نہیں چاہتے!

ابن فیض :۔ خیر جناب ،اب دل چھوٹا نہ کریں دنیا میں مزے لئے ہیں اس لئے یہ تو ہونا ہی تھا ،فضل احمد کی پیدائش کے بعد آپکی عائلی زندگی کیسی گزری؟

مرزا صاحب :۔ اسکے بعد میرا اپنے گھر سے تعلق نہ رہا

ابن فیض :۔ آپکی بیوی اور بچوں کی ضروریات زندگی کیسے پوری ہوتی تھیں؟

مرزا صاحب :۔ میری شادی کے پہلے دن سے ہی ،میری اور میرے بیوی بچوں کی کفالت میرے والد صاحب اپنی وفات تک کرتے رہے ،اسکے بعد میرے بڑے بھائی نے پورے گھر کی کفالت کا بوجھ اٹھالیا اور بڑے بھائی کی وفات کے بعد ،مرزا سلطان احمد نے اپنا اور والدہ اور بھائی کے گھر کا بوجھ اٹھالیا ،اسطرح زندگی بھر مجھے کبھی بھی حرمت بیگم اور اسکے بچوں کی ضروریات پوری کرنے کی فکر نہیں رہی۔

ابن فیض :۔ آپکے بیٹے مرزا بشیر احمد نے آپکی سیرت پر جو کتاب لکھی ہے اسمیں اس نے اپنی والدہ (آپکی دوسری بیوی) کے حوالے سے لکھا ہے کہ اسکو اسکی والدہ (نصرت جہاں بیگم) نے بتایا ہے کہ آپ نے اپنی پہلی بیوی حرمت بی بی سے مباشرت ترک کر دی تھی ،کیا یہ صحیح ہے اور اسکی اصل وجہ کیا تھی؟

مرزا صاحب :۔ (جھلا کر اور کچھ معمولی سی خفت کیساتھ) ہاں ہاں یہ صحیح ہے ،اور اصل وجہ چھپانے کا فائدہ بھی نہیں کہ سب دنیا کو معلوم ہو چکا ہے کہ مجھ میں ہمت وطاقت بھی نہیں تھی ،اور اس بیوی کے لئے کوئی رغبت بھی نہیں رہی تھی دو بچوں کی ماں ہونے کی وجہ سے۔

ابن فیض :۔ آپ نے دوسری شادی پہلی بیوی کو بتائے بغیر کی ،کیا اس طرح آپ نے نئی بیوی کی طرف کلی طور پر متوجہ ہوکر پھجے دی ماں کے حقوق غصب نہیں کئے؟

مرزا صاحب :۔ بالکل نہیں ،شادی کے بعد میں اپنی نئی بیوی کو اسی گھر میں لایا اور اس طرح اسکو بتا دیا کہ میں نے دوسری شادی کرلی ہے ،دوسرے میں نے اسکو پیغام بھیجا کہ اب تک تو جیسے گزارہ ہوتا رہا ،اب اگر میں تمہارے حقوق ادا نہیں کرونگا تو گناہ گار ہونگا ،اسلئے یا تو اپنے حقوق معاف کردو یا طلاق لے لو۔

ابن فیض :۔ تو حرمت بی بی نے کیا جواب دیا؟

مرزا صاحب :۔ اس نے کہلا بھیجا کہ اب اس بڑھاپے میں کیا طلاق لوں گی ،مجھے کوئی حقوق نہیں چاہئے ،بس مجھے اگر خرچ ملتا رہے تو ٹھیک ہے ،میں نے اسکی خواہش کا احترام کرتے ہوئے اسکو طلاق نہیں دی اور اسکو خرچ پہلے ہی میرے بیٹے مرزا سلطان سے مل رہا تھا ،میں اور میرا بیٹا کوئی دو تو نہیں۔

ابن فیض :۔ آپ کہتے ہیں تو ٹھیک ہی ہوگا کہ دیوث بیٹے اور آپ میں کوئی فرق نہیں! لیکن کیا یہ اسلامی تعلیم ہے کہ جس بیوی نے تیں پینتیس سال آپکی معیت میں ایک بیوہ کی طرح گزارے ہیں اور کوئی حق طلب نہیں کیا، نئ بیوی لانے کے بعد اسکی گردن پر طلاق کی تلوار رکھ کر حقوق معاف کروالو، اور ایسے حقوق کی معافی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

مرزا صاحب :۔ تم کیا چودہ سو سال پرانی شریعت کی بات کرتے ہو خدا نے میرا نام نبی اور رسول رکھا، اور شریعت کیا چیز ہے امر اور نہی کا نام ہے، اور میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی اسلئے میں نے جو کر دیا اور کہہ دیا وہی شریعت ہے۔ باقی اس نے معمولی سی محرومی میں وقت گزارا ہے تو اسکی قسمت!

ابن فیض :۔ سنا ہے کہ حرمت بیگم اور نہ ہی آپ دونوں کے مشترکہ دونوں بیٹے بھی آپکے دعووں پر ایمان نہیں لائے؟

مرزا صاحب :۔ کئی دوسرے نبیوں کے بیوی بچے بھی ان پر ایمان نہیں لائے، اسی لئے خدا نے تمام نبیوں کے نام مجھے دیئے۔ مثلاً ابراہیم، نوح، موسیٰ، لوط وغیرہ وغیرہ

ابن فیض :۔ آپ نے لوط کا نام لیا ہے، اس سے یاد آیا کہ میں نے آپکے (نصرت جہاں صاحبہ کے بطن سے پیدا ہونے والے) تینوں بیٹوں کے ایسے بے شمار قصے پڑھے ہیں، جن سے قوم لوط والے کاموں سے انکی گہری دلچسپیاں ثابت ہوتی ہیں، اسپر میرا سوال یہ ہے کہ آیا یہ خاندانی اثرات کا تسلسل ہے یا آپکے صحابہ کی صحبت کا اثر ہے؟

مرزا صاحب :۔ نہیں یہ بڑا ذاتی سوال ہے، اسکا جواب نہیں دونگا، لیکن کسی کام کی کئی کئی وجوہات ہوتی ہیں، خاندان، ماحول، حالات وغیرہ، آپ اصل موضوع پر رہیں

ابن فیض :۔ ٹھیک ہے ہم آپکی پہلی بیگم پر آتے ہیں، لیکن آپ نے پھر بھی ان کو طلاق دے دی، وہ کیوں؟

مرزا صاحب :۔ دیکھیں جی عملی طور پر وہ مطلقہ یا بیوہ کی طرح تیں سال سے بھی زیادہ عرصہ سے زندگی گزار رہی تھیں، لیکن جب میں نے تیسری شادی محمدی بیگم سے اسی دنیا میں کرنا چاہی، تو نہ صرف اس معاملے میں انہوں نے مجھ سے تعاون کرنے سے انکار کیا بلکہ میری مخالفت بھی کی اور اس مخالفت میں میرے تحصیلدار بیٹے کو بھی ساتھ ملا لیا، لیکن اسکو یہ مخالفت بڑی مہنگی پڑی، میں نے نہ صرف اسکو طلاق دی، اور اسکے بیٹے مرزا سلطان کو دیوث و حرامی قرار دیکر جائیداد سے بھی عاق کرنے کا اشتہار دیا، بلکہ اسکی سگی بھتیجی عزت بی بی کو بھی اپنے بیٹے فضل احمد سے طلاق دلوا کر اسکے بھائی کے گھر بھجوا دیا۔ تا کہ اسکو پتہ چل جائے کہ جس شخص کو خدا نے بمنزلہ اپنا بیٹا کہا ہے اسکی خواہش کی مخالفت کا کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

ابن فیض :۔ ماشاءاللہ، آپ اپنی جماعت کے شریف النفس لوگوں کے لئے شرمندہ ہونے کے لئے کافی مواد چھوڑ کر گئے ہیں؟

مرزا صاحب :۔ اس میں ان کے شرمندہ ہونے کی کیا بات ہے، طلاق میں نے دی ہے یا کہ انہوں نے، اور میں تو ہرگز شرمندہ نہیں ہوں!

ابن فیض :۔ آپکی دوسری شادی کہاں ہوئی؟

مرزا صاحب :۔ دہلی میں، میر ناصر نواب کے ہاں، انکی بیٹی نصرت جہاں بیگم سے ہوئی۔ نام سے دھوکا لگتا ہے کہ شاید کوئی نواب تھے، لیکن اصلی نہیں بلکہ صرف ان کا نام نواب تھا، اور حقیقت میں کنگال تھے۔

ابن فیض :۔ انہوں نے آپ کو بیٹی دی اور آپ ان کے لئے ایسے الفاظ استعمال کر رہے ہیں؟

مرزا صاحب :۔ بیٹی تو دی، لیکن جب ان کو میرے کاموں اور دعووں کا پتہ چلا تو انہوں نے میرے متعلق ایک نظم لکھ کر اس وقت اخباروں میں چھپوائی، جس سے میری شہرت اور مقدس دکانداری کو بہت نقصان پہنچا اور میرے مخالفین کو خوش ہونے کا موقع ملا، اب میں اسکا بدلہ چکا رہا ہوں

ابن فیض :۔ تو کیا وہ آپ کی مخالفت کرتے رہے؟

مرزا صاحب :۔ ہاں، لیکن میں بھی کوئی ایسا ویسا نہیں تھا، انکو ایسی پٹخنیاں دیں کہ چھٹی کا دودھ یاد آ گیا اور آخر میں انکو، اپنے مخالفانہ کاموں سے توبہ کر کے میرے حلقہ ارادت میں داخل ہونا ہی پڑا، لیکن مجھے جو دکھ پہنچا مرنے کے بعد بھی کم نہیں ہوا۔

ابن فیض :۔ جی میں نے وہ نظم پڑھی ہے اور اگر دیانتداری سے پوچھیں تو انہوں نے آپکا کچا چٹھا سو فیصد صحیح لکھا ہے، آپ کیا کہتے ہیں؟

مرزا صاحب :۔ میں حیران ہوں کہ میرے سابق مرید ہونے کے باوجود آپ میرے ساتھ ایسا سلوک کیوں کر رہے ہو؟ اور یہ صرف آپ ہی نہیں بلکہ بہت سے دوسرے بڑے پکے مرید بھی مجھے چھوڑنے کے بعد ایسی ہی باتیں کرتے رہے ہیں اور میری تعلیم، ذات، اور جن کاموں کی وجہ سے چھوڑا، انکے بارے میں دنیا کو سچ بتا دیتے رہے ہیں

ابن فیض :۔ جی آپ اور آپکی اولاد نے ان لوگوں کے ایمان، مال، عزت، وقار، اولاد غرضکہ ہر چیز پر ڈاکہ ڈالا ہے تو کیا وہ دنیا کو خبردار نہ کریں؟

مرزا صاحب :۔ میں نے یا میری اولاد نے کوئی ڈاکہ نہیں ڈالا، زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے انکی آنکھوں میں دھول جھونکی، اور وہ ان لوگوں نے اپنی آخرت کے لئے کیا، اور جو کچھ بھی انہوں نے دیا یا ان سے لیا گیا ہے، وہ مجھ پر یا میری اولاد پر احسان نہیں، اور آپ اصل سوالات پر آئیں جو ہمارا موضوع ہے

(جاری ہے)

انٹرویو مرزا صاحب بانی قادیانی مذہب (احمدیہ) ۔ قسط نمبر ۵

مرزا صاحب کیساتھ عالم برزخ سے ایک تصوراتی انٹرویو کے ذریعہ انکی کتابوں سے حقائق کو ذرا دلچسپ انداز میں پیش کرنیکی کوشش ہے

ابن فیض :۔ جناب ہم آپکی دوسری شادی پر بات آگے بڑھاتے ہیں لیکن پہلی بیوی سے متعلق صرف ایک سوال اور ہے؟

مرزا صاحب :۔ آخر آپ اس کا ذکر اب ختم کیوں نہیں کرتے مجھے تکلیف ہوتی ہے

ابن فیض :۔ چلیں ہم نہیں کرتے ، کیا آپ ان کو کوئی پیغام دینا چاہتے ہیں؟

مرزا صاحب :۔ ہاں میں نے حرمت بی بی کے ساتھ زیادتی کی ہے، دنیا میں میں کہا سنا معاف نہیں کرا سکا لیکن اگر اسکو میرا پیغام دے سکیں تو کہیں کہ مجھے معاف کردے، شاید اس سے یہاں میری سزا میں کوئی کمی ہو سکے، اس سے کہیں کہ میں صرف اسکا خاوند ہی نہیں بلکہ پھوپھی زاد بھی تھا، مجھے اسکے ساتھ کھیلی ہوئی **لُکن میٹیاں** ابھی بھی یاد ہیں۔

ابن فیض :۔ خیر ہم آپکا پیغام پہنچا دیں گے، لیکن اب پچھتاوے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت، آپکا انٹرویو ختم ہوگا تو ہم آپکی منکوحات سے بھی انٹرویو کرنا چاہیں گے

مرزا صاحب :۔ نہیں نہیں میں آپکو اس کی اجازت نہیں دے سکتا، آپ میرا ہر قسم کا کچا چٹھا دنیا اور میری نسلوں کے سامنے لانا چاہتے ہیں؟

ابن فیض :۔ جی مرزا صاحب ہم یہی چاہتے ہیں، دوسرے آپ ہمیں کسی طرح بھی روکنے کی پوزیشن میں نہیں، ہم اصل موضوع، آپکی دوسری بیوی پر آتے ہیں

مرزا صاحب :۔ دیکھیں برائے مہربانی آپ ایسا نہ کریں، میں آپ سے بگاڑنا نہیں چاہتا اس لئے اس پر ہم پھر بات کریں گے، فی الحال اصل موضوع پر چلتے ہیں

ابن فیض :۔ کیا آپ کی میر ناصر نواب اور ان کے خاندان سے شادی سے پہلے بھی ملاقات یا واقفیت تھی؟

مرزا صاحب :۔ جی میرے والد کی وفات ہوئی تو گھر کے مدارالمہام میرے بڑے بھائی غلام قادر ہوئے، انکی پیشکش پر یہ ہمارے مکانوں میں کچھ عرصہ قادیان میں رہے

ابن فیض :۔ کہاں دلی اور کہاں قادیان؟ کیا پرانا خاندانی تعلق تھا؟

مرزا صاحب :۔ نہیں میرے سُسر محکمہ انہار میں نقشہ نویس تھے، انکی پوسٹنگ قادیان کے قریب تتلہ نامی گاؤں میں ہوئی، وہاں میرے بھائی کی ان سے ٹھیکہ داری کی وجہ سے ملاقات ہوئی، ایک دوسرے کے مفادات مشترک ہوئے تو میرے بھائی نے انکو کہا کہ تتلہ میں بدمعاش رہتے ہیں، آپ قادیان چلے چلیں، اسطرح یہ پوری فیملی قادیان آگئی

ابن فیض :۔ ہاں بے چاروں کو نہیں پتہ تھا کہ آگے ان سے بھی بڑے بیٹھے ہیں، خیر تو پھر کیا ہوا؟

مرزا صاحب :۔ ہونا کیا تھا وہیں ان سے واقفیت ہوگئی، ساس میری بڑی تیز تھیں، پتہ نہیں کیوں اکثر چٹ پٹے کھانے بنا کر بھیجتی تھیں، جس پر ہمارے گھر کی عورتوں کو برا لگا اور انہوں نے کھل کر میر ناصر کی بیوی سے احتجاج کیا۔ کچھ عرصہ بعد یہ لوگ قادیاں سے چلے گئے۔

ابن فیض :۔ آپکو اپنی ساس کے بارے میں الہام بھی ہوا تھا نا؟

مرزا صاحب:۔ ہاں میری ساس بڑی مکار عورت تھیں، ایک بار انہوں نے بڑی غلط حرکت کی، جب میں نے تحقیق کی تو پتہ چلا کہ انہوں نے جھوٹ بولا ہے، اس تحقیق کے بعد اللہ نے مجھے الہام کیا کہ ''اے عورت تیرے مکر بڑے ہیں''۔

ابن فیض :۔ کیا آپ نے شادی سے پہلے کبھی اپنی بیگم کو دیکھا؟ اگر دیکھا تو کہاں اور کب؟

مرزا صاحب :۔ (مرزا صاحب کے چہرے پر کچھ سُرخی اور کچھ مسکراہٹ نمودار ہوتی ہے) ہاں، میں نے انکو قادیان میں دیکھا تھا اسوقت یہ بارہ یا تیرہ سال کی تھیں، دیکھتے ہی دل میں عہد کرلیا کہ انکو حاصل کرنا ہے، لیکن بڑے بھائی کے ہوتے ہوئے، اور انکی زندگی میں ناممکن تھا، میری خوش قسمتی کہ جلد ہی بھائی کے مرنے کے بعد میں اب مدارالمہام تھا، مجھے کون روکنے والا تھا۔ اس طرح میں نے اپنے دل کا ارادہ پورا کر کے چھوڑا۔

ابن فیض :۔ جی وہ تو مانتے ہیں کہ آپ اپنے ارادے کے پکے تھے، اور آپنے اپنا ہر غلط ارادہ بھی پورا کیا، لیکن آپ نے دہلی والوں کو راضی کیسے کرلیا؟

مرزا صاحب :۔ اس سلسلے میں مولوی محمد حسین بٹالوی نے میری کافی مدد کی اور دوسرے میری خوش قسمتی نے۔

ابن فیض :۔ جناب مرزا صاحب سنا ہے کہ آپکی برات میں چار یا پانچ آدمی تھے؟

مرزا صاحب :۔ جی جناب دو نوکر تھے اور دو ہندو تھے اور شاید ایک کوئی اور بھی تھا

ابن فیض :۔ آپکی پہلی بیوی اور دوسرے رشتہ داروں میں سے کسی کو پتہ تھا کہ آپ شادی کرنے جا رہے ہیں؟

مرزا صاحب :۔ نہیں میں نے نوکر حامد علی کو بھی راستے میں بتایا تھا کہ میں شادی کرنے جا رہا ہوں، اسکو میرے اندرونی حالات کا علم تھا وہ پریشان ہوگیا اور مجھے کہنے لگا کہ

آپ اس حالت میں شادی کیوں کر رہے ہیں؟ اسپر اسکو تو میں نے یہ کہہ کر چپ کرا دیا کہ یہ اللہ کا حکم ہے!

ابن فیض :۔ کیا یہ اللہ کا حکم تھا کہ باوجود یکہ ایک بیوی گھر میں ہے اور اسکے حقوق ادا نہیں کر رہے یا نہیں کر سکتے تھے، پلے پیسہ بھی نہیں اسکے باوجود ادھار لیکر شادی کریں؟

مرزا صاحب :۔ دیکھیں جی آپ بار بار میری پہلی بیوی کے حقوق کی بات کر رہے ہیں، وہ آپکی رشتہ دار تھی یا میری؟ باقی میں ادھار لیکر شادی کی یا اپنے پلے سے کی آپکو کیا؟

ابن فیض :۔ جی وہ آپ کی ہی پھوپھی زاد بہن تھیں شاید اسی لئے ساری عمر آپ نے انکو بہن زوج کی طرح ہی رکھا، اب ہم انکی بات نہیں کرتے، لیکن یہ اب تو سچ سچ بتائیں کہ کیا واقعی اللہ کا حکم تھا کہ آپ ۴۹ سالہ نامرد ہونے کے باوجود ایک ۱۸ سالہ کنواری سے شادی کریں؟

مرزا صاحب :۔ آپ نے سچ کہا ہے تو شاید یہ سچ میرے لئے سزا میں کچھ کمی کا سبب بن جائے، بات دراصل یہ ہے کہ ملازم کو بھی چپ کرانا تھا، دوسرے میر صاحب نے جیسے ہی ہاں کا خط لکھا تو میں ایک دن بھی توقف کئے بغیر چل پڑا کہ کہیں موقع ہاتھ سے نہ نکل جائے اور وہ بعد میں کہیں اپنا فیصلہ واپس نہ لے لیں اور میں پچھتا تا ہی نہ رہ جاؤں، اس لئے فیصلہ کیا کہ ایک بار تو اسکو گھر لے آؤں کسی نہ کسی طرح، آخر ایک لمبا انتظار کیا تھا۔

ابن فیض :۔ لیکن اسکی انسانی ضروریات اور حقوق کے بارے میں آپ نے کیا سوچا تھا؟

مرزا صاحب :۔ کیا مطلب؟ آپ نے میرا الہام نہیں پڑھا کہ میں ''آریوں کا بادشاہ'' ہوں۔ اور آریوں کا بادشاہ وہی ہوتا ہے جو سب سے زیادہ آریوں کے طریق پر چلے؟

ابن فیض :۔ جناب میں آپکا مطلب نہیں سمجھا؟ آریہ مذہب اور انکے بادشاہ کی بات کہاں سے آ گئی؟

مرزا صاحب :۔ (کچھ غصہ سے) آپ کوڑھ مغزی کا مظاہرہ کر رہے ہیں، میں نے اپنی کتاب ''نسیم دعوت، ر خ، ج ۱۹ / ص ۴۳۸ تا ۴۴۰''، تفصیل سے آریہ مذہب کے ایک عقیدہ ''نیوگ'' کے بارے میں لکھا ہے، اور بطور آریوں کے بادشاہ کے میرے پاس ''نیوگ'' کی شکل میں ایک حل موجود تھا، اس لئے اتنی زیادہ فکر نہیں تھی۔

ابن فیض :۔ تو کیا آپ نے نیوگ پر عمل کیا؟

مرزا صاحب :۔ دیکھیں اس براہ راست سوال کا جواب میں نہیں دونگا۔ صرف اتنا کہوں گا کہ جب آپ میری کتابیں پڑھیں گے یا میری سیرت پر میری اولاد اور میرے صحابیوں کی لکھی ہوئی کتابیں پڑھیں گے تو اُن سے آپکو کافی اندازہ ہو جائیگا۔

ابن فیض :۔ سنا ہے کہ جب شادی کرنے گئے تو کوئی زیور وغیرہ بھی خاص نہیں لے کر گئے تھے اور نہ ہی کوئی کپڑے وغیرہ ساتھ تھے؟

مرزا صاحب :۔ جی ہاں، کرایہ بھی ادھار لیکر گیا تھا، زیور کپڑا کہاں سے بنا تا؟ اس وجہ سے وہاں بڑی باتیں ہوئیں، اور میری سسرال کو اپنے رشتہ داروں کے طعنے سننا پڑے۔

ابن فیض :۔ اور آپ دل میں کہہ رہے ہونگے کہ یہ کیا طعنے ہیں وہ تو ابھی آگے چل کر ملیں گے بلکہ قیامت کے روز بھی ان طعنوں سے خلاصی نہیں ہوگی؟

مرزا صاحب :۔ (حیران ہوکر) وہ کیوں؟ آپ نے کیسے صحیح اندازہ لگا لیا؟

ابن فیض :۔ آپ کی تصویر دیکھ کر اور اگر ایک بچہ بھی آپکی تصویر دیکھے گا تو وہ بھی فوراً کہہ دیگا کہ نہ صرف یہ شخص بلکہ جو شخص اسکے قریب بھی ہوگا وہ بھی ساری عمر طعنوں میں ہی گزاریگا، اور اس خیال کی تصدیق آپکی زندگی کی کہانی بھی کرتی ہے خیر آگے کیا ہوا؟

مرزا صاحب :۔ آپ انٹرویو کے بہانے زیادتی پر زیادتی کرتے چلے جا رہے ہیں، ہونا کیا تھا شادی ہوگئی۔

ابن فیض :۔ میرا سوال یہ ہے کہ جیسا کہ آپ نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ آپ شادی کرنے گئے تھے تو نامرد تھے اور اسکے کافی عرصہ کے بعد تک بھی رہے، اس حالت میں آپ نے اپنے سسرال میں سہاگ رات کیسے گزاری؟ اور شور وغیرہ نہیں اٹھا کہ آپ حقوق ادا کرنے کے قابل نہیں؟

مرزا صاحب :۔ اللہ نے اس وقت پردہ داری کی کہ خلاف توقع اچانک شادی والے دن ایام شروع ہوگئے حالانکہ ایک ہفتہ پہلے پاک ہوئی تھیں اس طرح وہاں پردہ رہ گیا اور اس سے اگلے دن میں نصرت جہاں کو قادیان لے آیا۔

ابن فیض :۔ جی میرا اسی والی بات، آپ کے بھی پتہ نہیں کتنے پردے تھے جو ایک آدھ رہ گیا۔ خیر قادیان پہنچ کر کیا ہوا؟

مرزا صاحب :۔ کیا ہونا تھا، میری پٹاری میں کئی داؤ پیچ تھے، میں نے رام کر لیا کسی نہ کسی طرح۔

ابن فیض :۔ چلیں شادی تو خالی ہاتھ کر کے آگئے، آپ رئیس قادیان کہلاتے تھے، ولیمہ کیسا ہوا؟

مرزا صاحب :۔ اصل میں جس دن میں اپنی دلہن کو لیکر قادیان پہنچا، اسی دن میرا بڑا بیٹا مرزا سلطان احمد بھی اپنی برات کے ساتھ اپنی دلہن کو لیکر قادیان واپس پہنچا تھا، اس طرح ایک ہی ولیمے میں دونوں باپ بیٹا بھگت گئے۔ سچ پوچھیں تو میرا ولیمہ ابھی جائز بھی نہیں ہوا تھا پر دنیا کو تو نہیں بتا سکتا تھا اسوقت۔

ابن فیض :۔ آپ کی زندگی ایک دوسرے کے ساتھ کیسی گزری؟

مرزا صاحب :۔ پہلی بیگم حرمت بی بی تو نری گائے تھی ،لیکن یہ نصرت جہاں بہت ہوشیار اور معاملہ ساز تھیں اور انکی رہنمائی اور حوصلے نے ہی مجھے پہلے بیعت لینے اور اسکے بعد ترقی کرتے کرتے نبی بننے کا راستہ دکھایا،ہم دونوں ایک دوسرے کے لئے بنے تھے اور ایک دوسرے کی مدد کر کے ہم نے کچھ اپنی کچھ پرائی اولادوں کو کہاں تک پہنچا دیا ہے۔

ابن فیض :۔ آپ کی دوسری بیگم نصرت جہاں کے کتنے بچے تھے؟

مرزا صاحب :۔ نصرت جہاں نے دس بچے پیدا کئے جن میں سے پانچ بچے فوت ہو گئے اور پانچ زندہ رہے۔

ابن فیض :۔ لیکن آپ نے تو مخالفوں کے سامنے دعویٰ کیا تھا کہ میرے گھر کا چوہا بھی نہیں مرا؟

مرزا صاحب :۔ میں نے چوہا مرنے کا کہا تھا اور اگر کسی نے میرے گھر میں مرا ہوا چوہا دیکھا ہو تو بتائے ،اب کوئی میری بات کا کیا مطلب لیتا ہے اس کی مرضی؟

ابن فیض :۔ یہ تو آپ نے ہمیشہ کیا ہے کہ کہا کچھ ،تاویل کچھ،اور اس سے بھی کام نہیں بنا تو مکر جانا یا خدا پر ڈال دینا آپکے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔

مرزا صاحب :۔ آپ موضوع سے دوسری طرف جا رہے ہیں ،بچوں کی بات کر رہے تھے؟

ابن فیض :۔ آپکے بچوں پر اور پیشگوئیوں پر آئندہ کسی دوسری نشست میں بات ہوگی ،فی الحال تو بات آپکی بیگمات کے گرد گھوم رہی ہے ،دوسرے رشتہ داروں کے ساتھ آپکی بیگم کے کیسے تعلقات تھے؟ کیا آنا جانا یا ملنا ملانا تھا؟

مرزا صاحب :۔ میرے اپنی سسرال کے ساتھ تعلق بظاہر ہمیشہ قائم رہے ،لیکن دلوں میں صفائی نہیں تھی اور میری بیگم نے بھی بظاہر میرے رشتہ داروں سے تعلق رکھا لیکن ایسے طریقے سے کہ کسی کو اس حصے میں جو اس کے قبضہ تصرف میں تھا پَر مارنے کی جرائت نہیں ہوتی تھی۔

ابن فیض :۔ آپکی پہلی بیگم حقوق کی ادائیگی ہو یا دوسری گھریلو ذمہ داریاں آپسے مطمئن نہیں تھیں اور سدا شکوہ سنج ہی رہیں ،لیکن کیا دوسری بیگم کو بھی ایسے ہی گلے شکوے تھے؟

مرزا صاحب :۔ (جھلاتے ہوئے) یہ آپ بار بار کیا میری پہلی بیگم کا ذکر لے بیٹھتے ہیں۔اور رہی دوسری بیگم تو اگر وہ میرے سلوک سے مطمئن نہ ہوتی تو اتنی لمبی کیسے گزرتی؟

ابن فیض :۔ ویسے جب آپکی حالت مردمی کالعدم تھی تو پھر ٹھیک کب ہوئے اور کس طرح ہوئے؟ یا ....؟

مرزا صاحب :۔ کچھ ماہ یہ حالت رہی ،پھر ایک الہامی نسخہ مجھے بتایا گیا ''زدجام عشق'' اس نے کچھ دنوں کے لئے مجھے ٹھیک کیا کسی حد تک !

ابن فیض :۔ لیکن آپ نے دعویٰ کیا کہ آپکو پچاس مردوں کی طاقت دی گئی کیا آپ نے اسکو ٹیسٹ کیا تھا ایک وقت میں اور کس طرح؟

مرزا صاحب :۔ بعض باتیں جب کہی جاتی ہیں تو انکی وضاحت مناسب نہیں ہوتی ،اور میں حکم تھا ،اس حیثیت میں جب میں نے ایک بات کہہ دی تو کافی تھا خاموشی سے تسلیم کرنے کو،لیکن اگر آپ کو میری بات پر کوئی شک ہو تو میرے بیٹے کی لکھی ہوئی اور میرے صحابیوں کی لکھی ہوئی میری سیرت پڑھ لیں ،بہت کچھ مل جائیگا۔

ابن فیض :۔ لیکن جو آپکے الہامی نسخہ کے اجزاء ہیں ان میں سے کسی جُز کے بھی وہ اثرات یا نتائج نہیں نکل سکتے جو آپ بتا رہے ہیں؟ بلکہ آپکے بعض خطوط سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس نسخہ سے بہتر کئی دوسرے نسخوں نے اثر دکھایا۔تو پھر اس الہامی نسخہ کا کیا فائدہ؟

مرزا صاحب :۔ بھئی فائدہ نسخے میں نہیں یقین میں ہوتا ہے اور مریدوں کو بیوقوف بنانے کے لئے بھی تو کچھ باتیں کہنی/ بنانی پڑتی ہیں

ابن فیض :۔ اور سنا ہے کہ آپکی بیگم نصرت جہاں صاحبہ اپنے پوتوں پوتیوں ،نواسوں وغیرہ کو بتایا کرتی تھیں کہ جب آپ انکے قریب جاتے تھے تو ایک ایک ہفتہ انکی شرمگاہ پر سوجن رہتی تھی ،یہ کیسے ممکن ہوا جبکہ آپ دائمی مریض بھی تھے؟

مرزا صاحب :۔ بھئی آپ ہماری طرح سے بڑے خاندان کے نہیں ہو،اس لئے آپکی سمجھ میں یہ باتیں نہیں آتیں ،اور جب تک ہمارے جیسے نہیں بنو گے ،سمجھ آ بھی نہیں سکتیں

ابن فیض :۔ جناب مان لیا کہ آپ کا خاندان بڑا ہے اور ایسی بڑائی آپکی نسلوں میں بھی چلے ،لیکن یہ خاندان کی بات کہاں سے آ گئی؟

مرزا صاحب :۔ بھئی بڑے خاندان کے لوگ بعض دفعہ ایسی بات بھی کرتے ہیں جو بظاہر معیوب ہو لیکن وہ ایسی بات اس لئے کرتے ہیں کہ اس سے زیادہ معیوب باتوں پر پردہ پڑا رہے ،اب ایک طرف تو میری بیوقوفی سے سب کو میری حالت مردمی کا پتہ لگ گیا تھا اوپر سے میں نے الہامی اولاد کی خبریں بھی دینا شروع کر دی تھیں تو وہ لوگوں کی باتوں سے بچنے کے لئے اور لوگوں کے فضول خیالات کا نشانہ بننے سے بچنے کے لئے مجبور تھیں کہ ایسی باتیں کرتیں اور آپ لوگ ہو کہ بات کو فضول لے اُڑتے ہو۔

ابن فیض :۔ سنا ہے کہ جب آپ نے محمدی بیگم کی پیشگوئی کی تو یہ پہلی بیگم مخالفت کرتی رہیں اور یہ آپ کے لئے دعا کرتی رہیں کہ پیشگوئی پوری ہو؟

مرزا صاحب :۔ ہاں بھئی پہلی کو میں نے اسی مخالفت کی وجہ سے طلاق دی ،اسکے ساتھ اب دوسری بیوی کی مخالفت کا بھی اقرار کرتا تو اس کو بھی طلاق دینی پڑ جاتی ،اس طرح مذہبی دکانداری کا بیڑہ غرق ہو جاتا ،باقی رہی دعا کرنے کی بات تو مجھے ایک بھی عورت دنیا میں بتا دو جو اپنے لئے سوکن کی دعا کرے ،ہاں خاوند کی لٹیا ڈبونا چاہتی ہو تو دوسری بات! ویسے مزے کی بات ہے کہ نصرت جہاں مجھے کہتی تھی کہ میں دعا کرتی ہوں اور محمدی بیگم کے گھر پیغام بھیجتی تھی کہ اگر تم نے یہ رشتہ کر دیا تو روزانہ بیس سیر گندم اس سے پسوایا کرونگی۔

ابن فیض :۔ کم از کم دو واقعات آپکی سیرت میں بیان ہوئے ہیں کہ گھر میں ملازمائیں آپکے سامنے ننگی نہائیں یا سامنے سے گزریں، آپکی بیوی نے اعتراض کیوں نہیں کیا؟

مرزا صاحب :۔ بھئی وہ ملازمائیں دیوانی تھیں، دوسرے عام آدمی بڑے گھروں کی باتیں نہیں سمجھ سکتا، اور بیگم نے اعتراض اس لئے نہیں کیا کہ غالبًا اسکے اپنے اشارے پر ملازماؤں نے یہ حرکت کی تھی، اور میری سمجھ میں آتا ہے کہ یہ اس نے میرے اندر تحریک اور خواہش پیدا کرنے کے لئے کرایا، تاکہ کِک (Kick) کا کام دے۔

ابن فیض :۔ اور جو آپ محمدی بیگم کی سلوار سونگھا کرتے تھے؟

مرزا صاحب :۔ (بڑی حسرت سے آہ بھرتے ہوئے) بھئی وہ بھی ہماری دوسری بیگم کے نزدیک تحریک اور کِک (Kick) کا ہی حصہ تھا، جس میں انکا کچھ اپنا فائدہ تھا اسی لئے وہ بظاہر ان باتوں سے انجان نظر آتی رہیں یا پھر صرف نظر کرتی رہیں، لیکن باوجود ہم دونوں کی کوشش کے یہ باتیں پردہ میں نہیں رہ سکیں۔

ابن فیض :۔ اور آپکے لئے سلوار کا سونگھنا اصل میں کیا تھا؟

مرزا صاحب :۔ میرے لئے تو زندگی اور موت، کامیابی اور ناکامی، کا معاملہ تھا۔ شیریں اور فرہاد والا معاملہ تھا، فرہاد نے اپنے سر میں تیشہ مارا تھا لیکن میں نے تو اپنی برسوں کی کھڑی کی ہوئی نبوت پر تیشہ چلایا محمدی بیگم کے عشق میں کاش ہوش کرتا! پر میرا ہم قوم کیا خوب کہہ گیا ہے ''عشق پر زور نہیں غالب''

ابن فیض :۔ محمدی بیگم پر بھی ہم اگلی نشست میں گفتگو کریں گے

مرزا صاحب :۔ ٹھیک ہے لیکن آتے ہوئے پلومر کی دکان سے ٹانک وائن کی دو بوتلیں بھی ساتھ لے آنا، بلکہ سنا ہے کہ جرمن کی ٹانک وائن تو کہیں بہتر ہے وہ لے آنا۔

ابن فیض :۔ لیکن ٹانک وائن کیوں؟ کس لئے؟ کیا یہاں بھی نصرت جہاں صاحبہ کی کوئی زچگی ہو رہی ہے؟

مرزا صاحب :۔ ارے زچگی کا نام تو ایک آڑ تھا دنیا کے لئے، دراصل خود پینا چاہتا ہوں تاکہ ناکامی کا غم جو ابھی تک تازہ ہے بلکہ یہاں تو ہزاروں گنا اور بڑھ گیا ہے اسکی شدت کچھ کم کرسکوں اور شاید اسکو سہنے کے لئے طاقت حاصل کروں۔ اور ہو سکے تو منی بیگم کی وہ غزل والی سی ڈی بھی ساتھ لائیں ''ساقی شراب لا۔ چاہے زمیں سے لا یا فلک سے لا''، اس طرح نشہ دوآتشہ ہو جائیگا

ابن فیض :۔ کیا خیال ہے آپ کا ایک الہام ہے مزید خواتین مبارکہ ملنے کا، اس پر ابھی بات نہ کرلیں

مرزا صاحب :۔ ابھی کیوں؟ اور کیا ضروری ہے ان کا ذکر، اور ویسے بھی آپ میری زندگی کی نقاب کشائی کوئی کم تو نہیں کر رہے؟

ابن فیض :۔ جی ضروری ہے اور محمدی بیگم کے قصہ کے بعد آپ میں شاید اور خواتین مبارکہ کا ذکر کرنے کی ہمت نہ رہے، اور میری خواہش ہے کہ اس پر بھی کچھ روشنی پڑ جائے۔ اس سلسلے میں سوال یہ ہے کہ ہمیں آپکی زندگی میں وہ خواتین مبارکہ نظر نہیں آتیں جنکا ذکر آپکے الہام میں ہے؟

مرزا صاحب :۔ دراصل یہ لفظ خاتون مبارکہ تھا، پتہ نہیں خواتین کیسے بن گیا، اور مبارکہ میری بیٹی تھی جو پیدا ہو کر میری زندگی میں دنیا میں آئی، اس طرح الہام پورا ہو گیا

ابن فیض :۔ لیکن ہر جگہ خواتین کا ہی ذکر ہے خاتون کا نہیں ویسے تاویل اچھی کر لیتے ہیں؟

مرزا صاحب :۔ اگر آپ اس پر بھی بضد ہیں تو خواتین تو میری زندگی میں روز آتی جاتی رہیں، مثلاً بھانو، مثلاً عائشہ، مثلاً مائی منشیانی، مائی فجو، مولویانی، ڈاکٹرنی وغیرہ وغیرہ۔ اور یہ خواتین خدا نے برکت کے طور پر میری خدمت کے لئے بھیجی تھیں، برکت اور مبارکہ دراصل ایک ہی لفظ ہیں اس طرح بھی الہام پورا ہو گیا۔

ابن فیض :۔ یہ بھانو کا کیا قصہ ہے اور اصل نام کیا تھا؟

مرزا صاحب :۔ یہ ایک پچیس/چھبیس سالہ بوڑھی عورت تھی، مجھے دباتی تھی، میں نے اسکا نام پوچھا تو کہنے لگی کہ ''سارے میںوں بھین کہندے نے''۔ چونکہ ٹانگیں دبوانے اور باقی دوسری خاص و عام خدمات کے لئے بہن کہہ کر بلانا اچھا نہیں لگتا تھا اور نام بھی ایک دم پورا بدلنے سے دنیا باتیں کرتی، اس لئے میں نے اسکا نام ''بھانو'' ڈال دیا، جو مشہور ہو گیا اور دوسروں کی بھی جان چھوٹ گئی اسکو بہن کہنے سے۔ اگر آدمی خدا کی دی ہوئی فراست کو کام میں لائے تو نہ صرف اپنے لئے راستے نکل آتے ہیں بلکہ دوسروں کے کام بھی بن جاتے ہیں

ابن فیض :۔ مرزا صاحب کیا غیر عورتوں سے ٹانگیں دبوانے پر آپ کی بیگم کو اعتراض نہیں تھا؟

مرزا صاحب :۔ بھئی یہاں غیر کی کوئی بات ہی نہیں، یہ سب الہامی طور پر انعام شدہ خواتین تھیں، آخر کیا جنت میں ستر حوروں کا وعدہ نہیں ہے، اور وہاں اگر اعتراض والی بات نہیں تو میں تو جنت کا ٹکٹ بیچنے والا تھا، مجھ پر کیسے اعتراض ہو سکتا تھا۔ اس لئے اعتراض والی بات ہی کوئی نہیں تھی

ابن فیض :۔ مرزا صاحب جب عورتیں پوری پوری رات آپکی خدمت کرتی تھیں مثلاً عائشہ اکثر پوری رات خدمت کرتی تھی اسکو کبھی تھکن کا احساس نہیں ہوا بلکہ وہ سرور محسوس کرتی تھی۔ تو کیا اس وقت آپکی بیگم آپکے پاس نہیں ہوتی تھیں؟ اگر نہیں تو کہاں ہوتی تھیں؟

مرزا صاحب :۔ یہ کوئی سوال کرنے والا ہے، اور میری بیگم لاکھ فراخ دل تھیں لیکن اب وہ اپنی آنکھوں کے سامنے تو خدمت ہوتی دیکھ کر برداشت نہیں کر سکتی تھیں۔ اور رہا یہ سوال کہ کہاں ہوتی تھیں، تو کیا میں کوئی ساتھ ہوتا تھا جو مجھے پتہ ہو؟ ویسے میرے خیال میں گھر کے کسی دوسرے کمرے میں ہی ہوتی تھیں، گھر سے باہر کہاں جانا تھا۔ ویسے بھی سب کچھ گھر کی چار دیواری میں موجود تھا، کہیں جانے کی کیا ضرورت تھی۔

ابن فیض :۔ اور یہ مائی منشیانی، مائی فجو، ڈاکٹرنی اور پتہ نہیں کون کون، جب یہ آپ کے پاس ہوتی تھیں تو ان کے مرد اپنی راتیں کہاں گزارتے تھے؟

مرزا صاحب :۔ یہ میرا مسئلہ نہیں تھا، لوگ برکت حاصل کرنے کے لئے اگر خواتین کو بھیجتے تھے تو وہ جانیں کہ انہوں نے کیا کرنا ہے، کہاں جانا ہے؟

ابن فیض :۔ اگر آپ سچ جواب دیں تو ایک سوال ہے کہ سنا ہے آپکی بیگم، آپ پر بالکل اعتبار نہیں کرتی تھیں۔

مرزا صاحب :۔ کرتی تھیں بالکل کرتی تھیں، آپ کو ایسا غلط خیال کیسے پیدا ہوا؟

ابن فیض :۔ آپکو انہوں نے قرض دیا تھا، ایک ہزار روپیہ نقد اور چار ہزار روپے کا زیور، اسکے بدلے انہوں نے آپکا خاندانی باغ تیس سال کے لئے نہ صرف رہن رکھوا لیا بلکہ اس رہن نامہ کو عدالت میں رجسٹرڈ بھی کرایا، کیا یہ اعتبار ہوتا ہے؟

مرزا صاحب :۔ آپ بے وقوف ہو یا بھولے بنتے ہو، کیا آپکو نہیں پتہ اس ایک تیر سے کتنے شکار کئے؟

ابن فیض :۔ جناب جو آپکا دل ہے کہیں، میرے لئے یہ اہم نہیں کہ آپ مجھے کیا سمجھتے ہو، اہم یہ ہے کہ میں آپکو کیا سمجھتا ہوں اور انٹرویو اس وقت اہم ہے، باقی آپ نے ایک تیر سے کون کون سے شکار کئے؟

مرزا صاحب :۔ خیر اب بتانے میں کوئی حرج بھی نہیں، نمبر ایک انکم ٹیکس کے محکمے کو چکر دیا، نمبر دو پہلی بیوی کے دیوث بیٹے مرزا سلطان کے لئے اس جائداد پر دعوے کا کسی طرح کا کوئی چانس نہ چھوڑا۔ تیسرے بیوی کے والد پنشن پا کر قادیان آگئے تھے انکی روٹی کا مستقل بندوبست کرنا، تا کہ انکو پھر کوئی ورغلا کر میرے خلاف نہ کردے۔

ابن فیض :۔ تو کیا یہ زیور آپکی بیوی اپنے میکے سے لیکر آئی تھی یا نقد روپیہ ساتھ لائی تھی؟

مرزا صاحب :۔ کیا بات کرتے ہیں، وہ تو کنگال تھے اور اگر اتنا زیور یا پیسہ دینے کے قابل ہوتے تو انکے گھر پر، تو جوان بیٹی کے لئے، مناسب اور جوان رشتوں کی لائن نہ لگی ہوتی اور میر ناصر، اپنی عمر کے مرد کو ہی لڑکی دیتے، جسکی پہلی بیوی بھی تھی اور صرف دو ہندؤں اور دو نوکروں پر مشتمل بارات، وہ بھی بغیر کسی سامان اور زیور کے لیکر گیا تھا۔

ابن فیض :۔ تو اتنی رقم اسکے پاس کہاں سے آئی، بقول آپ کے، آپکو تو اپنی روٹی اور دستر خوان کی فکر تھی، اس لئے آپ کے پاس بھی اتنی رقم نہیں ہونی چاہئے تھی؟

مرزا صاحب :۔ وہ شروع کی بات تھی، بعد میں کتابوں اور چندوں کی دکانداری ٹھیک ٹھاک چل نکلی تھی، اور میری ساری کمائی وہ قابو کر لیتی تھی۔

ابن فیض :۔ آپکو اپنی ساس کے متعلق الہام بھی ہوا تھا نا ''اے عورت تیرے مکر'' یا کچھ اسی قسم کا، اور مکار عورت کی بیٹی کو آپ نے اپنی جماعت کے لئے ام المومنین بنا دیا؟

مرزا صاحب :۔ (بے ساختگی سے) وہ تو مکار عورت کی بیٹی کے علاوہ بھی پتہ نہیں کیا کیا کچھ تھی۔

ابن فیض :۔ مرزا صاحب ایک بات بتائیں گے کہ پہلی بیوی کا باپ دماغی مریض اور وہ خود نہ صرف بے دین بلکہ بے دین رشتہ داروں کی طرف رغبت رکھنے والی۔ دوسری بیوی کا باپ اکثر آپ کے خلاف اور ماں مکار اور وہ خود مہاجن کی طرح خاوند کو قرض دینے والی اور بقول آپ کے پتہ نہیں کیا کچھ۔ آپکی آسمانی منکوحہ کے والدین دین اسلام کے دشمن، کافر اور آپکا ٹھٹھا اڑانے والے، اور وہ خود ساری عمر دوسرے کی بیوی بن کر آپ کے سینے پر مونگ دلتی رہی؟

مرزا صاحب :۔ (بے تابی سے) ہاں ہاں لیکن اس سب کا کیا مطلب، ؟ آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟

ابن فیض :۔ میرا سوال یہ ہے کہ آپ کیسے بدنصیب اور گھامڑ قسم کے نبی ہیں کہ ''**کن فیکون**'' کی طاقت ہونے کے باوجود کوئی بندے کے پتروں والی بیوی نہ ڈھونڈ سکے اور نہ ہی انکو بندے کی پتر بنا سکے، اور نہ ہی خدا نے آپکی رہنمائی کی؟

مرزا صاحب :۔ یہ بھی نیک بندوں کے امتحان ہوتے ہیں، جو آپ جیسے لوگ نہیں سمجھ سکتے

ابن فیض :۔ اللہ آپکی نسلوں کو بھی ایسے ہی امتحان میں رکھے، اور جناب مرزا صاحب آئندہ ہمارا موضوع محمدی بیگم صاحبہ ہوگا۔ آپکا شکریہ

(جاری ہے)

انٹرویو مرزا صاحب بانی قادیانی مذہب (احمدیہ)۔ قسط نمبر۲

☺مرزا صاحب کیساتھ عالم برزخ سے ایک تصوراتی انٹرویو کے ذریعہ انکی کتابوں سے حقائق کو ذرا دلچسپ انداز میں پیش کرنیکی کوشش ہے☺

ابن فیض :۔ مرزا صاحب ایک دوسوال ابھی آپکی دوسری بیگم صاحبہ کے سلسلے میں رہ گئے تھے،ان سے شروع کرتے ہیں؟

مرزا صاحب :۔ پہلے یہ بتائیں کہ میں نے پچھلی بار آپ سے فرمائش کی تھی کہ ٹانک وائن لیکر آنا،لیکن لگتا ہے کہ آپ نہیں لیکر آئے ،میں اس کے بغیر اتنا دکھیا انٹرویو کیسے دونگا؟

ابن فیض :۔ جی میں تو لیکر آیا تھا،لیکن فرشتوں نے آگے آپکے پاس نہیں لانے دی۔

مرزا صاحب :۔ کیوں؟ وہ کیا کہتے ہیں؟ روکنا حیران کن ہے؟ عرصہ کی بات ہے کہ محمدی بیگم نے مجھے ایک بار لعنتوں کا ٹوکرا بھیجا تھا،وہ تو بغیر روک ٹوک مجھے پہنچ گیا تھا۔

ابن فیض :۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم پہلے ہی بہت کچھ دیتے ہیں پینے کو؟ کیا اسکے بعد بھی مزید حرام اور گند پینے کی گنجائش اور خواہش باقی ہے ابھی مرزا میں؟

مرزا صاحب :۔ پتہ نہیں آپ کیا باتیں لیکر بیٹھ گئے ،میں نے تو سرسری پوچھا تھا،آپ اپنے سوالات کریں

ابن فیض :۔ آپ نے سلوار سونگھنے والے سوال کے جواب کے آخر میں ایک فقرہ کہا تھا،''لیکن باوجود ہم دونوں کی کوشش کے یہ باتیں پردہ میں نہیں رہ سکیں''؟

مرزا صاحب :۔ ہاں ہاں تو اس میں سوال والی کیا بات ہے؟

ابن فیض :۔ جی اس میں کئی سوال ہیں لیکن اصل سوال یہ ہے کہ وہ کونسی وجوہات تھیں کہ ان باتوں کا پردہ نہ رہ سکا؟ کس کی غلطی تھی آپ دونوں میں سے؟

مرزا صاحب :۔ پہلی بات کہ میری تو غلطی ہو نہیں سکتی تھی اس لئے کہ میرا دعویٰ تھا کہ خدا ایک لحہ بھی مجھے غلطی پر نہیں رہنے دیتا،نصرت جہاں بیگم کی بھی اتنی غلطی نہیں تھی ممکن ہے کہ گھر میں کچھ حاسد عورتیں بھی ہوں اور بالعموم بات عورتوں سے ہی باہر نکلتی ہے۔ ہمارے گھر میں کئی لوگ رہتے تھے۔

ابن فیض :۔ کیا مطلب،کئی لوگ رہتے تھے ؟

مرزا صاحب :۔ ایک حصہ میں حکیم نورالدین اپنے اہل وعیال کے ساتھ رہتے تھے،ایک طرف مولوی عبدالکریم اپنی مولویانی کے ساتھ رہتے تھے اور ایک کمرے میں مولوی محمد علی اکیلے رہتے تھے جب انکی شادی کرادی تو انکی بیگم نے انکو پھر اس گھر میں نہیں رہنے دیا۔پھر خادم اور گھر میں کئی کام کرنے والی تھیں اور وہ بے تکلف بھی تھیں۔اسکے علاوہ دیواریں اور چھتیں ہمارے دوسرے رشتہ داروں سے بھی ملتی تھیں،تو ان میں کوئی بھی اندر کی باتوں کا واقف ہوسکتا تھا اور باہر بتا سکتا تھا۔

ابن فیض :۔ ماشاءاللہ،واقعی گھر میں ہی سب کے لئے سب کچھ میسر تھا تبھی تو اتنے لوگ رہ رہے تھے،ویسے آپ نے محمد علی صاحب اور دوسروں کی خدمت بھی کافی کی؟

مرزا صاحب :۔ ہاں میں خود دھیان سے اسکے لئے کھانا بھجواتا،روزانہ رات کو دودھ بھجواتا بلکہ میں کئی بار خود دودھ لیکر گیا،جس طرح میں نے اور میرے گھر والوں نے اسکی خدمت کی اتنا ہی وہ میری اولاد کے خلاف نکلا اور انکی مذہبی دکانداری میں کھنڈت ڈالی اور مقابل میں اپنی مذہبی دکانداری کھڑی کرلی۔

ابن فیض :۔ آجکل کہاں ہیں؟ آپکے ویرانے میں یا کسی دوسرے ویرانے میں؟

مرزا صاحب :۔ زیادہ دور نہیں،یہ میرے قریبی ساتھی یہاں بھی میرے قریب ہی ہیں،لیکن ملاقات حشر والے دن ہی ہوگی۔

ابن فیض :۔ چلیں،خوش ہوں آپ تو ڈوبے تھے انکو بھی لے ڈوبے،دوسرا اہم سوال کہ آپ نے جو باغ اپنی بیوی کے پاس رہن رکھا تھا وہ آپکی زمینداری کا ہی ایک حصہ تھا نا؟ اور کیا اسکے علاوہ بھی آپکے پاس زرعی زمین تھی؟

مرزا صاحب :۔ ہاں باغ ہماری زمینداری کا ہی حصہ تھا،اور زرعی زمین بالکل تھی،بلکہ بزرگوں کے وقت میں تو گاؤں کے گاؤں ہی اپنے تھے۔

ابن فیض :۔ بزرگوں کے وقت میں کیا تھا اور کیا نہیں تھا اسکو بھی کسی دوسری نشست میں۔کیا آپکے گھر میں یعنی ملکیت میں زرعی آلات تھے،اور کب سے تھے؟

مرزا صاحب :۔ ہاں بالکل تھے اور جب سے ہمارے بزرگ ہندوستان آئے انکو زمین ملی اور وہ اسی زمینداری کے سر پر اس علاقے کے جاگیردار تھے اور میں نے حدیث کے مطابق جو حارث (یعنی زمیندار) ہونے کا دعویٰ کیا تھا وہ بھی اسی زمینداری کی وجہ سے کیا لیکن آپ یہ سوال کیوں کررہے ہو؟

ابن فیض :۔ اسکا آپکو جواب دیتا ہوں لیکن اس سے پہلے ایک اور سوال کہ وہ حارث تو ماوراالنہر کے علاقے سے نکلے گا؟

مرزا صاحب :۔ دیکھو ! یہ باتیں علامتی تھیں اور تمام علامتیں مجھ پر پوری ہوگئیں،ماوراالنہر سے مراد وہ نہر ہے جو قادیان کے قریب سے گزرتی ہے اور ماورا کا مطلب یہ ہے کہ بہت کم لوگوں کو اس نہر کا علم ہے اس لئے یہ عام لوگوں کے علم سے ماورا ہے،اس طرح یہ ماوراالنہر کا علاقہ ہوا اور میں حارث ہوا۔

ابن فیض :۔ بہت خوب آپکی تاویل کے،تاویلات میں گولڈ میڈل آپکا ہوا،اب آپ بتائیں کہ آپ مولوی محمد حسین بٹالوی کو جانتے ہیں نا اچھی طرح؟

مرزا صاحب :۔ جی اسی کی بخشی ہوئی مشہوری سے مجھے اپنی نبوت کے محل کی پہلی اینٹ رکھنے کا خیال پیدا ہوا اور موقع ملا، وہ میرا اہم مکتب بھی تھا۔لیکن آپ نے محمد حسین بٹالوی کا ذکر بیچ میں کہاں سے کھینچ لیا، بات تو ہم دوسری کر رہے تھے۔

ابن فیض :۔ آپ نے محمد حسین بٹالویؒ کے ذلیل ہونے کے بارے میں لکھا ہے۔اور اس میں ایک وجہ ذلیل ہونے کی یہ بھی لکھی ہے کہ'' یہ کہ اسکو زمین ملی زمیندار ہو گیا، یہ بھی ذلت ہے کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ جس گھر میں کھیتی کے آلات داخل ہوں وہ ذلیل ہو جاتا ہے''۔(۱۷دسمبر ۱۸۹۹ء) مجموعہ اشتہارات، ج ۳/ص ۱۹۶ تا ۲۱۵۔

مرزا صاحب :۔ ہاں! اور کیا میں نے کوئی غلط لکھا ہے؟ بلکہ آپ دیکھیں کہ حدیث شریف کے حوالے سے لکھا ہے، اور لیجئے حدیث کو تسلیم نہ کرنے کا اعتراض بھی ختم ہو گیا!

ابن فیض :۔ اب میرا سوال یہ ہے کہ محمد حسین بٹالویؒ بقول آپکے حدیث شریف کے مطابق زمین ملتے ہی ذلیل ہو گئے، اس سے پہلے اسکے باپ دادا کے پاس بھی کوئی زمین نہیں تھی اس لئے وہ تو ذلیل نہیں تھے نا؟

مرزا صاحب :۔ نہیں، وہ کیوں ذلیل ہونے لگے، ذلیل صرف محمد حسین بٹالوی ہی ہوا ہے زمیندار بننے کی وجہ سے۔ اور میں نے کہیں بھی اسکے باپ دادا کے متعلق ایسا نہیں لکھا

ابن فیض :۔ لیکن آپ تو نسلوں سے زمیندار ہیں اور اسکا مطلب ہے کہ آپ دو سو سال سے نسل در نسل ذلیل ہوتے آ رہے ہیں زمیندار بننے کی وجہ سے، نسلی ذلیل ہوئے۔آپ کیسے مہدی بنے جو بجائے عالم اسلام کو عزت دیتا، اپنی ہی نسلوں کو ذلیل بنا گیا؟ کیا اللہ کو اگر مہدی اور مسیح بھیجنا تھا تو کوئی عزت دار نسل نہیں ملی؟

مرزا صاحب :۔ (سخت غصہ سے) نہیں نہیں، تم غلط مثال دے رہے ہو، یہ مثال صرف محمد حسین بٹالوی کے لئے تھی کیونکہ وہ اہلحدیث تھا، مجھ پر لاگو نہیں ہوتی، جو حدیث میری وحی کے مطابق نہیں اور مجھے فائدہ نہیں دیتی اسکو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیتا ہوں۔ اور تمہیں کوئی حق نہیں کہ میرے بزرگوں کے بارے میں ایسی بات کرو۔

ابن فیض :۔ نہیں جناب میری کیا مجال، یہ تو ایک سوال تھا صرف مغل نسل کے بارے میں جو زمیندارہ بھی کر رہی تھی، باقی نسلوں کی بات نہیں کر رہا، لیکن پنجابی مثال ہے کہ جاٹ کی پینتالیس پتیں ہوتی ہیں اسی طرح آپکی بھی بے شمار نسلیں ہیں، چینی، اسرائیلی، بنی فاطمہ، مغل، لال بیکیاں، حارث، فارسی النسل، وغیرہ وغیرہ، لیکن اصل نسل کونسی ہے؟

مرزا صاحب :۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ میرے الہام نے بتایا ہے کہ'' میری نسل اصل فارسی ہے نہ مغلیہ'' اور پھر اس الہام کو بھی دیکھیں'' خدا نے رجل فارسی کا شکریہ ادا کیا'' اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ میری نسل فارسی ہے۔

ابن فیض :۔ چلیں آپ جو بھی اپنی نسل بتاتے ہیں آپکا مسئلہ۔لیکن خدا نے آپکو الہاماً یہ تو بتایا ہوگا؟ کہ آپکی نسل کو فارسی النسل بنانے کے لئے کوئی فارسی شخص آپکے گھر آیا تھا یا کوئی خاتون فارسی النسل کے گھر گئی تھیں نسل بدلنے؟

مرزا صاحب :۔ (کچھ سٹپٹاتے ہوئے اور کچھ تذبذب کے عالم میں) خدا نے مجھے بتایا تھا لیکن یہ ہر شخص کو بتانے والی بات نہیں، اور اس طرح کم عقل لوگ بات کا بتنگڑ بنا دیتے ہیں، لیکن آپکا آج کا موضوع دوسرا تھا لیکن آپ انٹرویو کے بہانے فضول اور لاتعلق سوال اٹھا رہے ہو۔

ابن فیض :۔ جناب آپ کا انٹرویو ہے اور آپکی پوری زندگی کے بارے میں ہے اس لئے آپکے متعلق ہر قسم کا سوال تو آئیگا۔ ہاں اب محمدی بیگم صاحبہ سے شروع کرتے ہیں؟

مرزا صاحب :۔ (ایک دم خوش ہو کر) ہائے، ذکر اس پری وش کا اور انداز بیاں اپنا (لیکن ساتھ ہی کچھ مغموم بھی ہو جاتے ہیں)

ابن فیض :۔ یہ محمدی بیگم کون تھی؟ آپ کتنا جانتے تھے انکو رشتہ طلب کرنے کیوقت؟

مرزا صاحب :۔ میرے بھائی کی بیٹی تھی، میرا مطلب ہے کہ میرے کزن کی بیٹی تھی، اور بھی کئی رشتہ داریاں ملتی تھیں، اور میری چھوٹی بہو عزت بی بی زوجہ مرزا فضل احمد کی فرسٹ کزن تھی۔ اور کتنا جاننا کیا، میرے دونوں بیٹوں سلطان اور فضل نے اسکو اپنی گود میں کھلایا تھا۔ اسی لئے میرا حق فائق تھا دوسروں کی نسبت!

ابن فیض :۔ یعنی ایسا رشتہ تھا کہ وہاں مجبوری کی حالت میں شرعاً شادی جائز تھی، جب آپکو پہلی بار خیال آیا اس سے شادی کا، تو اس کی عمر کیا تھی؟

مرزا صاحب :۔ جی بالکل شرعاً شادی جائز تھی! اور پہلی بار جب میں نے اسکو غور سے دیکھا تو یہی نو۔ دس۔ گیارہ سال کی عمر ہوگی اس کی۔ پہلی بار یا آخری بار کیا، میں ہمیشہ ہی اسکو غور سے دیکھتا تھا اور کسی موقع اور مناسب وقت کے انتظار میں تھا۔

ابن فیض :۔ یہ ویسے ایک عجیب بات ہے کہ حرمت بیگم کی جب آپ سے شادی ہوئی تو انکی عمر بارہ تیرہ برس تھی، نصرت جہاں بیگم کو دیکھا اور شادی کا ارادہ کیا تو انکی بھی گیارہ بارہ سال عمر تھی، اور جب آپ محمدی بیگم سے شادی کا ارادہ کرتے ہیں تو وہ بھی تقریباً اسی عمر کی تھیں، کیا یہ کوئی آپکا نفسیاتی مسئلہ تھا؟

مرزا صاحب :۔ خیر میرے نفسیاتی مسئلے تو اور بے شمار تھے اور کئی پیدائش سے ہی تھے، میرے نانا اور پھر ماموں بھی ذہنی مریض تھے اس وجہ سے بھی کوئی ننھیالی اثر ہو سکتا ہے ،لیکن جو سوال آپ کر رہے ہیں یہ میرے خیال میں کوئی نفسیاتی مسئلہ نہیں تھا، بلکہ اس قسم کی چیزیں ہم مغلوں کے خون میں شامل ہیں، ویسے ایک بات بتاؤں کہ اہل نظر کلی کو دیکھ کر ہی سمجھ جاتے ہیں کہ پھول کھلنے کے بعد کیسا ہوگا!

ابن فیض :- اہل نظر تو ہم آپکو مانتے ہیں، لیکن گستاخی معاف، اہل عقل .....؟ کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے تو آپ رجل فارسی تھے اب مغل بن گئے؟

مرزا صاحب :- (ناگواری سے) عقل نہ ہوتی تو نبی کیسے بنتا اور دیکھیں جب میں نے ایک بار کہہ دیا ہے کہ ''میری نسلیں ہیں بے شمار''، تو جو مرضی نسل استعمال کروں۔

ابن فیض :- محمدی بیگم کے رشتہ کی بات کیسے چلی؟

مرزا صاحب :- نظر تو پہلے سے تھی مگر کوئی موقع نہیں بن رہا تھا، اچانک محمدی بیگم کی پھوپھی کو اپنے ۲۵ سال سے گمشدہ خاوند کی زمین کے، اپنے لے پالک بیٹے کے نام (جو کہ محمدی بیگم کا سگا بھائی تھا) انتقال کے لئے، میرے دستخطوں کی ضرورت پڑی، اسکے لئے محمدی بیگم کا والد میرے پاس آیا اور مجھ سے اس نے درخواست کی۔

ابن فیض :- کیا زمین آپکی تھی یا آپکا حصہ تھا اس میں، آپ کے دستخطوں کی کیوں ضرورت پڑی؟

مرزا صاحب :- نہیں۔ اور نہ ہی شرعاً میرا حصہ تھا اس میں کسی قسم کا۔ لیکن محمدی بیگم کا پھوپھا میرا کزن تھا اور زمین مشترکہ کھاتے میں تھی اس لئے میرے دستخطوں کی قانونی طور پر انکو ضرورت تھی کہ میرا کسی قسم کا کوئی دعویٰ نہیں۔ ویسے بھی ہم زمینوں کے معاملات بجائے اسلامی قانون کے مغل رواج کے تحت طے کرتے تھے۔

ابن فیض :- اور آپ نے سوچا کہ یہ موقع ہے اپنی خواہش کو پورا کرنے کا۔ آپ نے تو فوراً دستخط کر دئے تھے یا دستخطوں کی نوبت ہی نہ آئی۔

مرزا صاحب :- جی بالکل اور اگر میں فوراً دستخط کر دیتا تو پھر بات کس نے سنی تھی ویسے دستخطوں کا موقع بھی کبھی نہیں آیا (اور ساتھ ایک لمبی ٹھنڈی سانس)۔ اسلئے میں نے مصلحتاً استخارہ کے بہانے مہلت مانگی۔

ابن فیض :- جب زمین سے آپکا براہ راست کوئی تعلق نہیں تھا، پھر استخارہ کی کیا ضرورت پڑ گئی؟

مرزا صاحب :- بھئی ایک استخارہ کے نام کے ساتھ کئی کام سیدھے ہوتے تھے، پہلی بات کہ مرزا احمد بیگ (والد محمدی بیگم) کو سودے بازی کا تاثر نہیں دینا چاہتا تھا، دوسرے نصرت جہاں کو بیاہ کر آئے ابھی دو چار سال بھی نہیں ہوئے تھے اسکو بھی مطمئن رکھنا تھا، وہ بگڑتی تو میری مذہبی دکانداری جو کہ ابھی شروع ہی ہوئی تھی، ٹھپ ہو جاتی۔

ابن فیض :- تو آپ نے استخارہ کیا تو کیا جواب آیا؟

مرزا صاحب :- استخارہ کیا تھا۔ اب اتنے عرصہ ہو گیا ہے لفظ بہ لفظ زبانی یاد نہیں اس لئے میں اپنی کتاب سے الفاظ پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔ ''گویا آسمانی نشان کی درخواست کا وقت آ پہنچا تھا میرے خدا نے مجھے بتایا کہ ''اس شخص کی دختر کلاں کے نکاح کے لئے سلسلہ جنبانی کر اور ان کو کہہ دے کہ تمام سلوک و مروت تم سے اسی شرط کے ساتھ کیا جائیگا اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا اور ان تمام برکتوں اور رحمتوں سے حصہ پاؤ گے جو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۸ء میں درج ہیں۔ لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائیگی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائیگا اور انکے گھر پر تفرقہ اور تنگی پڑیگی اور درمیانی زمانہ میں بھی اس دختر کے لئے کئی کراہت اور غم کے امر پیش آئیں گے''۔ [مجموعہ اشتہارات، ج ا/ص ۱۵۷ تا ۱۵۸]

ابن فیض :- ویسے آپکا خدا بھی بڑا سیانا ہے اس نے بھی ''بیل کو خصی کرنے کا'' اسوقت الہام کیا جب کہ بیل کنویں میں گرا ہوا تھا، لیکن آپ اپنے خدا کی مدد کے باوجود بھی اس کو خصی نہ کر سکے یعنی احمد بیگ مجبور ہو کر آپکے پاس آیا تھا، لیکن آپکو طریقہ اور سلیقہ نہ آیا اپنے خدا کی بات کو پورا کر نیکا؟ لیکن آپکے خدا کے الہام کچھ گول مول سے ہوتے ہیں؟

مرزا صاحب :- ہر شخص کا خدا مختلف ہوتا ہے اور وہ اس کے دل میں رہتا ہے اور اسکی حالت و کیفیت جانتا ہے اور اسی کے مطابق ہی الہام کرتا ہے۔

ابن فیض :- آپکو صرف یہی الہام ہوا اس بارے میں یا کوئی اور بھی ہوا؟ ابھی بتا دیں تا کہ بعد میں سوال کرنے میں آسانی رہے؟

مرزا صاحب :- یہ بھی اصل الفاظ کتاب سے ہی پڑھ دیتا ہوں۔ ''پھر ان دنوں میں جو زیادہ تصریح اور تفصیل کے لئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خدا تعالےٰ نے جو مقرر کر رکھا ہے وہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو جسکی نسبت درخواست کی گئی تھی ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لاوے گا اور بے دینوں کو مسلمان بناوے گا اور گمراہوں میں ہدایت پھیلاوے گا۔ چنانچہ عربی الہام اس بارہ میں یہ ہے۔ **كذبوا با يتنا و كانوا بها يستهزون فسيكفيكهم الله و يردها اليك لا تبديل لكلمات الله ان ربك فعال لما يريد انت معى و انا معك عسىٰ ان يبعثك ربك مقاماً محمودا**۔ یعنی انہوں نے ہمارے نشانوں کو جھٹلایا اور وہ پہلے سے ہنسی کر رہے تھے۔ سو خدا تعالےٰ ان سب کے تدارک کے لئے جو اس کام کو روک رہے ہیں تمہارا مددگار ہوگا اور انجام کار اس لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائے گا۔ کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔ تیرا رب وہ قادر ہے کہ جو کچھ چاہے وہی ہو جاتا ہے۔ تو میرے ساتھ ہے میں تیرے ساتھ ہوں اور عنقریب وہ مقام تجھے ملے گا جس میں تیری تعریف کی جائیگی۔ یعنی گو اول میں احمق اور نادان لوگ بد باطنی اور بدظنی کی راہ سے بدگوئی کرتے ہیں اور نالائق باتیں منہ پر لاتے ہیں۔ لیکن آخر کار خدا تعالےٰ کی مدد دیکھ کر شرمندہ ہوں گے اور سچائی کے کھلنے سے چاروں طرف سے تعریف ہوگی'' [مجموعہ اشتہارات، ج ا/ص ۱۵۸]

ابن فیض :- مرزا صاحب فی الحال سوال کرنے کے لئے آپکے یہ الہام کافی ہیں، آپکے رشتہ داروں کے لئے نشان کی کیا ضرورت پڑ گئی؟

مرزا صاحب :۔ وہ بے دین تھے۔ انکو نہ محض مجھ سے بلکہ خدا اور رسول سے بھی دشمنی تھی، میرے رشتہ دار نشان آسمانی کے طالب تھے اور طریقہ اسلام سے انحراف اور عناد رکھتے تھے۔ اور والد اس دُختر کا بباعث شدت تعلق قرابت ان لوگوں کی رضا جوئی میں محو اور انکے نقش قدم پر دل و جان سے فدا تھا۔ خدا تعالٰے انکو سنبھلنے کا موقع دینا چاہتا تھا۔

ابن فیض :۔ ویسے حیرانگی کی بات ہے کہ سرکش اور اسلام سے منحرف دوسرے تھے، اور جو صرف تعلق قرابت رکھتا تھا سرکشوں سے سے۔ اسکو اور اسکی بیٹی کو آپکا خدا اپنے نشان کا نشانہ بناتا ہے ان لوگوں کی ہدایت کے لئے، بجائے اس کے کہ سرکشوں کی اپنی ذات یا بیوی بچوں یا حقیقی بہن بھائیوں کو چنتا؟

مرزا صاحب :۔ یہ سب ایک تھے میری قوم اور کنبے کے لوگ، جنہوں نے اپنی بے دینی اور بدعتوں کی وجہ سے پیشگوئی کے مزاحم ہونا چاہا، ان میں سے سکو مصیبت اٹھانی پڑی۔

ابن فیض :۔ لیکن آپ نے تو مرزا احمد بیگ (والد محمدی بیگم) اور اپنے سالے مرزا شیر علی کو محمدی بیگم کے سلسلہ میں لکھے گئے اپنے خطوط میں راسخ العقیدہ مسلمان کہا ہے؟

مرزا صاحب :۔ (ڈھیلے سے منہ کیساتھ) ہاں وہ تو رسمی طور پر لکھا تھا، لیکن سب کے سرخیل مرزا امام الدین کو مسلمان نہیں لکھا۔

ابن فیض :۔ جناب جب بھی آپ کی کہی ہوئی کوئی بات زَد پر آتی ہے تو فوراً رسمی ہو جاتی ہے، اور یہ وہی مرزا امام الدین تھا نا جس کو آپ نے کچھ رقم دینے کا وعدہ کیا تھا کہ وہ محمدی بیگم کا رشتہ آپ سے کروا دے، آپکی سیرت پر کتاب میں آپکے بیٹے نے لکھا ہے کہ آپ نے مرزا امام الدین سے کو رشتہ ہونیکی صورت میں کچھ رقم کا وعدہ کیا تھا مگر کچھ حکیمانہ احتیاطیں ملحوظ رکھیں۔ اور شاید حکیمانہ احتیاطوں نے ہی کام بگاڑا۔ اور یہ وہی امام الدین ہے نا جو بقول آپکے آپکو بہلا پھسلا کر ادھر ادھر پھراتا رہا، اور ابا کی سال بھر کی پنشن خرچ کرا دی؟

مرزا صاحب :۔ (سٹپٹاتے ہوئے) ہاں یہ وہی امام دین ہے، میں نے اس سے رقم کا وعدہ کیا تھا کہ اگر اسکی مدد سے یہ رشتہ ہو جائے کیونکہ مدار المہام وہی تھا ان لوگوں کا۔ میں خدا کی پیشگوئی پوری کرنا چاہتا تھا۔ اگر آپ اپنے ہاتھ سے پیشگوئی کو پورا کر سکیں تو گناہ نہیں۔

ابن فیض :۔ خیر وہ تو آپ نے ہر پیشگوئی کی اور پھر اپنے ہاتھوں سے اسکو پورا کرنے چل پڑے۔ ابھی آپ کی دوسری شادی کو ۳-۴ سال ہی ہوئے تھے اور وہاں بھی آپ تسلیم کرتے ہیں کہ ازدواجی حقوق کم از کم کئی ماہ تک بالکل نہیں ادا کر سکے، اس شادی کی ضرورت کیا پڑ گئی تھی؟

مرزا صاحب :۔ اس بات کا جواب اسی اشتہار کے تتمہ میں لکھا ہوا ہے کہ "اگر ان میں کچھ نور ایمان اور کانشنس ہوتا، ہمیں اس رشتہ کی درخواست کی کچھ ضرورت نہیں تھی"۔

ابن فیض :۔ بات سمجھ میں نہیں آئی، اگر ان میں ایمان ہوتا تو آپ کو شادی کی ضرورت نہیں تھی، لیکن جس اشتہار کے حوالے آپ نے دئے ہیں اسی میں پہلے تین صفحات تو آپ نے دوسری شادی کے جواز دینے کی کوشش کی ہے، اسکا مطلب ہے کہ آپ ایک اور شادی چاہتے تھے؟

مرزا صاحب :۔ وہ تو بطور تمہید کے بات لکھی تھی۔ لیکن ایک اور شادی کرنا ضروری تھا، کیونکہ میرا الہام تھا "بکر و ثیب"، یعنی کنواری اور بیوہ۔ کنواری سے شادی ہو گئی تھی لیکن بیوہ سے ابھی کرنی تھی اور اس طرح الہام پورا کرنا تھا

ابن فیض :۔ لیکن اگر آپکی شادی کنواری محمدی بیگم سے ہو جاتی تو پھر آپ بکر و ثیب کی کیا تشریح کرتے؟

مرزا صاحب :۔ میں اس کو بھی اپنا معجزہ قرار دیتا اور کہتا کہ دوبار میرا الہام پورا ہوا اور اسکے بعد بیوہ کی گنجائش بھی باقی رہتی۔ تاویل میرے گھر کی لونڈی ہے۔

ابن فیض :۔ لیکن آپ کی شادی نہ محمدی بیگم سے کنواری یا بیوہ کی حالت میں ہوئی اور نہ ہی کوئی بیوہ آپ کی زندگی میں آئی، اب آپ بکر و ثیب کی کیا تشریح کرینگے؟

مرزا صاحب :۔ محمدی بیگم سے میرا نکاح آسمانوں پر ہو گیا تھا، اللہ نے خود کر دیا تھا۔ اور رہی اب اس الہام کا جواب کہ بیوہ سے شادی نہیں ہوئی، میرے وارث دیتے رہیں۔

ابن فیض :۔ آپ نے اپنی کتاب ازالہ اوہام کے صفحہ ۴۳۹، رخ، ج ۳ پر لکھا ہے کہ "اور جب انسان اپنے نفس اور خیال کو دخل دے کر کسی بات کے انکشاف کے لئے بطور استخارہ یا استنبارہ وغیرہ کے توجہ کرتا ہے۔ خاص کر اس حالت میں جب اس کے دل میں یہ تمنا مخفی ہوتی ہے کہ میری مرضی کے موافق کسی کی نسبت کوئی برا کلمہ بطور الہام مجھے معلوم ہو جائے تو شیطان اس وقت اس کی آرزو میں دخل دیتا ہے اور کوئی کلمہ اسکی زبان پر جاری ہو جاتا ہے دراصل یہ شیطانی کلمہ ہوتا ہے۔ یہ دخل کبھی کبھی انبیاء اور رسولوں کی وحی میں بھی ہو جاتا ہے"۔ اب سوال یہ ہے کہ آپکی خواہش محمدی بیگم کے لئے تھی اور جب اس کے باپ کے اصرار پر آپ نے (اگر واقعی) استخارہ کیا تو ممکن ہے کہ شیطان کی دخل اندازی ہو؟

مرزا صاحب :۔ نہیں ایسا نہیں ہے، اور آپ یہ بے بنیاد بات کر رہے ہو۔

(جاری ہے)

انٹرویو مرزا صاحب بانی قادیانی مذہب (احمد یہ) ۔ قسط نمبر ۷

😊مرزا صاحب کیساتھ عالم برزخ سے ایک تصوراتی انٹرویو کے ذریعہ انکی کتابوں سے حقائق کو ذرا دلچسپ انداز میں پیش کرنیکی کوشش ہے😊

ابن فیض :۔ ۱۸۸۳ء میں آپ نے پیشگوئی کی تھی کہ ''ہماری برادری میں ایک شخص احمد بیگ فوت ہونیوالا ہے'' لیکن عرصہ کا تعین نہیں تھا۔ اسوقت محمدی بیگم کی عمر نو برس تھی؟

مرزا صاحب :۔ ہاں میں نے یہ پیشگوئی کی تھی خدا سے خبر پا کر، اور عرصہ کا تعیین خدا نے نہیں کیا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ یہ نصرت جہاں سے شادی سے پہلے کی بات ہے۔

ابن فیض :۔ آپکے والد ایک حاذق حکیم تھے اور ان سے آپ نے طب پڑھی تھی، آپکو قریبی رشتہ داروں کی بیماریوں اور خاندانی بیماریوں کے بارے میں اچھی طرح پتہ تھا؟

مرزا صاحب :۔ جی میں نے طب پڑھی ہے اپنے والد سے، اور تمام رشتہ دار میرے والد سے دوائی وغیرہ لیتے رہتے تھے اس لئے سب کی بیماریوں کے حالات وغیرہ جانتا تھا۔

ابن فیض :۔ جس طرح ایک ہوشیار حکیم یا ڈاکٹر بیماری کی نوعیت دیکھ کر اندازا بتا دیتا ہے کہ ان حالات میں مریض اتنا عرصہ کے قریب زندہ رہیگا، آپ نے بھی یہی کیا کہ احمد بیگ کی بیماری کو جانتے ہوئے اسکی موت کی پیشگوئی کر دی کہ یہ کسی وقت بھی مر سکتا ہے؟

مرزا صاحب :۔ خدا نے مجھے طب کا علم دیا تھا اسکو اگر میں اپنے معجزے دکھانے کا باعث بنا لیا تو کیا ہوا؟

ابن فیض :۔ لیکن یہ معجزہ تو نہ ہوا اور نہ ہی کرامت بلکہ ٹا مک ٹوئی ہوئی۔ اور پہلے آپنے رشتہ مانگتے ہوئے تین سال کی مدت کا تعین کیا احمد بیگ کے لئے لیکن پانچ سال کے بعد جب نکاح ہوا تو بات کو بدل کر نکاح کی تاریخ سے تین سال رکھ دئے؟

مرزا صاحب :۔ جی میں نے اپنا علم اگر استعمال کیا تو اس میں غلط بات کیا ہوگئی؟

ابن فیض :۔ یہ خدائی پیشگوئی کیسے ہوگئی؟ اور اب جب آپ ایک عرصہ کا تعین اپنے علم سے کر رہے ہو نہ کہ خدا کے علم سے؟

مرزا صاحب :۔ میرا کوئی لفظ بھی خدا کی مرضی کے بغیر منہ سے نہیں نکلتا تھا، اس لئے جو باتیں میں اپنے علم سے کہتا تھا وہ بھی خدا کی باتیں ہی تھیں۔

ابن فیض :۔ تو کیا جو کسی کو زانیہ کی اولاد، کسی کو کنجری کا بیٹا، کسی کو ولدالحرام کہا ہے وہ بھی خدا کی مرضی سے کہا ہے؟

مرزا صاحب :۔ ہاں، خدا کی مرضی سے کہا ہے!

ابن فیض :۔ میں نے تو پڑھا ہے کہ اللہ تعالے کسی بھی قسم کی برائی سے پاک ہے اور وہ انسان کے منہ میں صرف اچھی بات ہی ڈالتا ہے؟ خیر مرزا صاحب ہوسکتا ہے کہ آپکا اللہ کوئی اور ہو۔ جو کبھی روزہ رکھتا ہے، کبھی افطار کرتا ہے، کبھی آپکو بیٹا کہتا ہے اور کبھی آپکو عورت سمجھ کر رجولیت کا اظہار کرتا ہے اور کبھی اپنی گدی پر آپکو بٹھا دیتا ہے؟

مرزا صاحب :۔ ہاں میرے خدا کا معاملہ میرے ساتھ ایسا ہی ہے، تم کیا سمجھو کہ خدا کیا چیز ہے؟

ابن فیض :۔ خیر مرزا صاحب آپ نے محمدی بیگم کی پیشگوئی میں کہا تھا کہ اس میں چھ پیشگوئیاں ہیں؟

مرزا صاحب :۔ ممکن ہے کہا ہو، میری یادداشت اچھی کبھی بھی نہیں تھی۔ آپ ایک ایک کر کے پوچھ لیں۔

ابن فیض :۔ آپ اپنی اسی بات سے جھوٹے قرار پاتے ہیں کہ نبی کی یادداشت اللہ کبھی بھی خراب نہیں ہونے دیتا، خیر آپکا چوتھا دعویٰ ''چہارم اسکے خاوند کا اڑھائی سال تک مر جانا'' کیا یہ پورا ہوا؟

مرزا صاحب :۔ اس سے پہلے تین دعوے تو پورے ہوئے یا نہیں، اول یہ کہ نکاح کیوقت تک میں زندہ رہا، دوئم نکاح کے وقت تک اسکا باپ زندہ رہا، سوئم نکاح کے تین سال کے اندر اسکا باپ کا مر جانا، جو باتیں پوری ہوگئیں تم خبیث لوگ اسکا ذکر نہیں کرتے اور جو باتیں تمہاری محدود عقل اور نا سمجھی کے مطابق پوری نہ ہوئیں، انکا بے بنیاد شور ڈالتے ہو۔ یہ دعویٰ بھی جسکا آپ پوچھ رہے ہو پورا ہوا ہے!!

ابن فیض :۔ دوسرے دعوے کے بارے میں عرض ہے کہ شروع میں آپنے کہا تھا کہ رشتہ سے انکار کے بعد تین سال سے زیادہ عرصہ تک مرزا احمد بیگ زندہ نہیں رہے گا، اور انکار کے پانچ برس کے بعد زندہ رہ کر، اس نے اپنی بیٹی کا رشتہ مرزا سلطان سے کیا، اسوقت پھر آپ نے تین برس کی قید لگا دی، اسکا مطلب ہے کہ وہ آپکی ابتدائی پیشگوئی کے مطابق تین برس میں نہیں مرا، بلکہ ۷/۸ سال کے بعد مرا؟

مرزا صاحب :۔ آپ پتہ نہیں کیا حساب کتاب لیکر بیٹھ گئے ہو، اصل اہمیت اس بات کی ہے کہ وہ مر گیا، چاہے جتنے عرصہ میں بھی مرا۔

ابن فیض :۔ لیکن آپکا چوتھا دعویٰ بالکل پورا نہیں ہوا۔ آپ نے کہا تھا کہ سلطان محمد کی موت تقدیر مبرم ہے جوٹل نہیں سکتی؟

مرزا صاحب :۔ بالکل صحیح، یہ میں نے کہا تھا اور بتاؤ کیا سلطان محمد مرا یا نہیں؟ اور محمدی بیگم سے نکاح کرنے کے بعد مرا ہے، نکاح سے پہلے نہیں مرا!!

ابن فیض :۔ لیکن آپ نے کہا تھا کہ نکاح کے ڈھائی سال کے اندر مریگا اور مرزا سلطان محمد پچاس سال سے کہیں زیادہ عرصہ کے بعد فوت ہوا، اور آپکے آنجہانی ہونیکے بھی چالیس سال بعد؟

مرزا صاحب :۔ بالکل اصل پیشگوئی موت کی تھی جو پوری ہوئی، مرا تو سہی نا ڈھائی سال بعد یا پچاس سال بعد مرا۔ دوسرے عین میری پیشگوئی کے مطابق مرا، جیسے میں نے براہین احمدیہ کے خریداروں کو اچھی طرح کھول کر بتا دیا تھا کہ پچاس اور پانچ میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے اسلیئے آپکو چاہیئے کہ پچاس سال کی بجائے اسے اب پانچ سال سمجھیں

ابن فیض :۔ سمجھ تو نہیں آئی لیکن، اگر آپکی منطق مان لی جائے تو پھر بھی پانچ سال بنتے ہیں، ڈھائی سال نہیں؟

مرزا صاحب :۔ آپ کیا بات کر رہے ہیں، دشمنی انسان کی عقل سلب کر لیتی ہے اور حق کو پہچاننے نہیں دیتی!

ابن فیض :۔ کیسے؟ اس میں حق کہاں ہے جو پہچانا نہیں جا رہا؟

مرزا صاحب :۔ دیکھیں میں نے اپنی پیشگوئی میں کہا تھا کہ نکاح سے دو ڈھائی سال کے اندر مرزا سلطان مر جائیگا۔ اب دو ضرب ڈھائی کرو تو کتنے بنتے ہیں؟ پانچ۔ اور جیسا میں پہلے بتا چکا ہوں کہ پچاس اور پانچ میں ایک نقطے کا ہی فرق ہے اب بولو پیشگوئی کی میعاد کے اندر مرزا سلطان مرا یا نہیں؟

ابن فیض :۔ چلیں آگے چلتے ہیں، آپ نے کہا تھا کہ ''پنجم اس وقت تک کہ میں اس سے نکاح کروں اس لڑکی کا زندہ رہنا'' کیا یہ دعویٰ پورا ہوا؟

مرزا صاحب :۔ بالکل ہوا، میں نے سب کو بتا دیا تھا کہ محمدی بیگم کے ساتھ میرا نکاح آسمانوں پر ہو چکا ہے۔ اور خدا نے خود پڑھایا ہے۔

ابن فیض :۔ کیا ایجاب وقبول ہوا؟

مرزا صاحب :۔ بالکل تو کیا اللہ نے ایسے ہی پڑھا دیا نکاح؟

ابن فیض :۔ لیکن محمدی بیگم صاحبہ تو کہتی تھیں کہ انہوں نے صرف مرزا سلطان کے ساتھ ایجاب وقبول کیا ہے؟

مرزا صاحب :۔ میرے ساتھ بھی کیا، مجھے بھی ضرور قبول کیا، لیکن دل میں، یاد رکھنے کی بات ہے کہ دل میں انہوں نے میرے ساتھ ایجاب وقبول کیا۔ چونکہ دلوں کی حالت اللہ سے مخفی نہیں، اور اللہ خوب جانتا تھا کہ محمدی بیگم کے دل میں کیا ہے، تبھی تو اللہ نے اسکا نکاح میرے ساتھ آسمانوں پر پڑھایا۔

ابن فیض :۔ عجیب بات کے خدا نے نکاح آپکے ساتھ پڑھایا لیکن بستر وہ ساری عمر مرزا سلطان محمد کا گرم کرتی رہی اور اسکے بچے جنتی رہی؟

مرزا صاحب :۔ اصل میں وہ بھی ہوشیار تھی، اور اسکو گھر کا بھیدی ہونے کی وجہ سے اچھی طرح پتہ تھا کہ میں نصرت جہاں کے ازدواجی حقوق بھی صحیح طور پر ادا کرنے میں مشکلات کا شکار تھا اس لئے اس نے خدا سے اپنے لئے درخواست کی تھی کہ ''اے اللہ دنیا میں ایک بار ہی آئی ہوں، دوبارہ نہیں آنا اس لئے مجھے جوانی کی نعمتوں سے کسی خوبصورت جوان کے ساتھ متمتع ہونے کی اجازت دے، اور کسی بوڑھے نامرد سے بچا''

ابن فیض :۔ تو اللہ نے اسکی دعا قبول کی؟

مرزا صاحب :۔ بالکل آخر وہ اللہ کے محبوب مرزا کی آسمانی منکوحہ تھی اسکی دعا نہیں قبول کرنی تھی تو پھر کس کی دعا قبول کرنی تھی؟

ابن فیض :۔ اللہ نے محمدی بیگم کی دعا قبول کر لی لیکن اسکی دعا کی قبولیت آپکو اور آپکی نسلوں کو بھی ذلیل کر گئی؟

مرزا صاحب :۔ تم بہت زیادتی کر رہے ہو، بہت سخت الفاظ ہیں، کیسے ذلیل کر گئی؟ بڑے بڑے مولویوں نے مجھے کافر قرار دیا، لوگوں نے مجھے چور، شریر، مکار اور بددیانت ٹھہرایا بلکہ ثابت بھی کیا، دنیا نے مجھے ماں بہن کی گالیاں دیں، عدالت میں مجسٹریٹوں نے کئی بار مجھے ڈانٹا، مجھے گھنٹوں مجرموں کی طرح بھوکا پیاسا کھڑا رکھا۔ میرے کئی سابق ساتھیوں نے میرے اصل کرتوت اور فراڈ لوگوں کو بتائے، میری پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں اور بہت سی باتوں میں میرا جھوٹ ظاہر ہوا، بہت سے لوگ میرا نام لیکر تھوکتے تھے لیکن کسی کو، میں پھر کہتا ہوں کسی کو بھی مجھے ذلیل کرنے کی جراءت نہیں ہوئی، تو میری آسمانی منکوحہ مجھے کیسے ذلیل کر سکتی تھی؟

ابن فیض :۔ آپ نے یہ بھی کہا تھا کہ اس نکاح کے متعلق رسول کریم ﷺ نے بھی پیشگوئی کی ہے یتزوج و یولدلہ' کہہ کر؟

مرزا صاحب :۔ بالکل، عام نکاح تو ہر ایک شخص کرتا ہے اور عام اولاد بھی ہوتی ہے، لیکن جب رسول کریم نے مسیح ابن مریم کے بارے میں یہ کہا تھا تو انکا مطلب خاص نکاح اور خاص اولاد سے تھا، جو اس مسیح نے کرنا تھا اور جس سے خاص اولاد ہونی تھی۔

ابن فیض :۔ ٹھیک، اور محمدی بیگم سے نکاح وہ خاص نکاح تھا جس کی رسول کریم ﷺ نے پیشگوئی کی تھی؟

مرزا صاحب :۔ جی، بالکل، یہ وہی خاص نکاح تھا،اس سے زیادہ اور کیا خاص بات ہوسکتی ہے کہ یہ نکاح خدا نے خود آسمانوں پر پڑھایا؟

ابن فیض :۔ چلیں خاص نکاح تو ہوگیا،لیکن وہ خاص اولاد کہاں گئی؟

مرزا صاحب :۔ ایک تو آپ فضول سوالوں سے بال کی کھال اتارنے کی کوشش کررہے ہیں، دوسرے موٹی سی بات آپکی سمجھ میں نہیں آتی۔

ابن فیض :۔ جناب میں بال کی کھال نہیں اتار رہا، بلکہ حقائق کو سمجھنے کی کوشش کررہا ہوں اور وہ کونسی موٹی سی بات ہے جو میری سمجھ میں نہیں آئی ؟

مرزا صاحب :۔ دیکھیں محمدی بیگم نے خدا سے خاص دعا کی تھی دنیا میں مرزا سلطان کے ساتھ رہنے کے لئے ،اس لئے مرزا سلطان سے پیدا ہونے والے بچوں کو ہی کیوں نہیں وہ خاص اولاد سمجھ لیتے ؟

ابن فیض :۔ لیکن وہ آپکے بچے تو نہیں تھے ،حالانکہ بقول آپکے پیشگوئیوں کے مصداق آپ ہیں؟

مرزا صاحب :۔ دیکھیں میں آپکو بتا چکا ہوں کہ سلطان محمد دل میں تائب ہوگیا تھا،اور مجھے حق پر سمجھتا تھا،اسی طرح محمدی بیگم بھی مجھے دل میں قبول کرچکی تھی اس لئے انکے بچے بھی میرے بچے ہوئے۔اس طرح رسول کریم ﷺ کی پیشگوئی پوری ہوگئی۔

ابن فیض :۔ نہیں جناب دنیا نہیں مانتی کہ پیشگوئی پوری ہوگئی،حتیٰ کہ آپکے خاص صحابی اور لاہوری گروپ کے پہلے سربراہ محمد علی (جنکو آپ اپنے گھر میں رکھ کر دودھ پلاتے رہے ہیں) بھی کہتے ہیں کہ آپکی یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی، آپکا کیا جواب ہے؟

مرزا صاحب :۔ محمد علی کی بات چھوڑو، وہ میرے بیٹے کی دکانداری کھنڈت کرتا رہا۔خاص اولاد اور شادی والی پیشگوئی پہلے بھی ایک بار پوری ہوچکی ہے۔

ابن فیض :۔ وہ کیسے؟

مرزا صاحب :۔ جب میں نے نصرت جہاں سے شادی کی تھی تو اس وقت بھی میں نے بتایا تھا کہ سیدوں کا داماد ہونیکی وجہ سے رسول کریم کی پیشگوئی یتزوج و یولدلہ‘ والی پیشگوئی پوری ہوئی ہے۔

ابن فیض :۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پیشگوئی نصرت جہاں پر بھی پوری ہوئی اور محمدی بیگم پر بھی، یا تو نصرت جہاں پر لاگو ہوگی یا محمدی بیگم پر؟ دوسرے میں سمجھتا ہوں کہ یہ آپ رسول کریم ﷺ پر بہتان لگا رہے ہیں کہ انہوں نے آپکی نصرت جہاں سے یا محمدی بیگم سے شادی کے لئے کوئی پیشگوئی کی ہے؟

مرزا صاحب :۔ آپکو دین کی سمجھ نہیں اس لئے یہ خدائی باتیں سمجھ میں نہیں آنیوالی۔دوسری بات کہ میں مامور من اللہ اور حکم بن کر آیا تھا،میرا حق تھا جس بات کو چاہوں رَد کر دوں اور جس پیشگوئی کو جہاں اور جتنی مرتبہ چاہوں منطبق کردوں۔کسی کو اس پر اعتراض کا حق نہیں۔

ابن فیض :۔ کچھ آگے چلتے ہیں، اسکے بعد آپ نے لکھا کہ ’’ششم پھر آخر یہ بیوہ ہونے کی تمام رسموں کو توڑ کر باوجود سخت مخالفت اسکے اقارب کے میرے نکاح میں آجانا‘‘ لیکن محمدی بیگم صاحبہ بیوہ ہوکر آپ کے پاس تو کیا آتی وہ آپ کے مزار پر بھی نہیں آئی ؟

مرزا صاحب :۔ پھر وہی بے تکے اعتراض، بھئی جب مرزا سلطان نے توبہ کرلی اور محمدی بیگم کے عزیز ڈر گئے تو اللہ نے مجھے الہام کیا کہ نکاح فسخ ہوگیا یا تاخیر میں پڑ گیا ہے۔اسی میں اسکا جواب ہے۔لیکن آپ لوگوں کی عقلوں پر پتھر پڑے ہیں، اس لئے واضح بات بھی سمجھ میں نہیں آتی۔

ابن فیض :۔ اللہ تعالےٰ تو عالم الغیب ہے، کیا اسکو بھی نہیں پتہ چلا کہ نکاح فسخ ہوگیا یا تاخیر میں پڑ گیا؟ آپکا خدا بھی آپ کو گول مول الہام کرتا رہا تاکہ بوقت ضرورت جدھر آپ چاہیں اسکو موڑ لیں اور جو مطلب نکالنا چاہیں نکل آئے؟ اس کے باوجود فسخ ہونا اور تاخیر میں پڑنا، دو متضاد باتیں ہیں ان میں سے صحیح کونسی ہے؟

مرزا صاحب :۔ یہ متضاد باتیں نہیں، یہ اللہ کے کام ہیں کہ وہ گول مول بات کرے یا صاف کرے، میں کیا کہہ سکتا ہوں، میرے خیال میں دونوں باتیں صحیح ہیں، ایک پوری ہو گئی دوسری کے پورا ہونے کا انتظار ہے ۔

ابن فیض :۔ وہ کیسے؟ میری سمجھ میں آپکی بات نہیں آئی ؟

مرزا صاحب :۔ محمدی بیگم بیوہ ہونے کی حالت میں بھی میرے پاس نہیں آئی تو یقیناً اسکا نکاح میرے ساتھ ایک رنگ میں فسخ ہوگیا ہوگا، اور رہی بات تاخیر میں پڑنے کی تو اگر سو نسلوں کے بعد بھی محمدی بیگم کی نسل سے کوئی لڑکی میری نسل کے کسی لڑکے سے شادی کرلیگی تو نہ صرف پیشگوئی پوری ہوجائیگی بلکہ تاخیر میں پڑ جانے والی بات کا جواب بھی مل جائیگا۔آگے اللہ کے کام اللہ ہی جانے!

ابن فیض :۔ لیکن آپ نے سات جگہ کہا ہے کہ اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ محمدی بیگم کو آپکے پاس لائے گا ضرور لائے گا، بلکہ یہ بھی کہا کہ اللہ نے الہام کیا ہے کہ وہ اپنے کلمات تبدیل نہیں کرتا اور وہ یہ وعدہ ہر قیمت پر پورا کریگا اور اگر ایسا نہ ہوا تو آپ جھوٹے ہیں؟

مرزا صاحب :۔ دیکھیں میں کہہ چکا ہوں کہ اللہ نے وعدہ دیا تھا، اللہ نے فسخ کر دیا، اپنا کلمہ تبدیل کرلیا، وہ مالک ہے جو چاہے کرسکتا ہے۔

ابن فیض :۔ لیکن قرآن کریم میں تو اللہ کہتا ہے کہ ''فلا تحسبن اللہ مخلف وعدہ رسلہ۔سورۃ ابراھیم ۴۸''۔خدا کو اپنے رسولوں کے ساتھ وعدہ خلاف مت سمجھو۔اب اگر وعدہ پورا نہیں ہوا تو یقیناً یہ خدا کا وعدہ نہیں ہوگا اور نہ ہی آپ اسکے رسول ہیں یا تھے؟

مرزا صاحب :۔ میرا الہام ہے کہ قرآن میرے منہ کی باتیں ہیں، اور اللہ نے مجھے نبی اور رسول قرار دیا ہے نیز مجھ پر بھی وحی آتی ہے اس لئے جو میں کہتا ہوں بس وہی صحیح ہے اور وہی قرآن ہے!! تم لوگوں کے مفروضات کی کوئی اہمیت نہیں۔

ابن فیض :۔ ویسے یہ بات تو عین یقینی ہے کہ آپ اللہ کے رسول نہیں تھے، کیونکہ اللہ اپنے رسولوں اور نبیوں سے ذلت کے کام نہیں کراتا؟

مرزا صاحب :۔ تو کونسا ذلت کا کام اللہ نے مجھ سے کروایا؟

ابن فیض :۔ خیر ایسی مثالیں بے شمار ہیں، لیکن بات اسوقت محمدی بیگم کی ہو رہی ہے۔بقول آپکے اللہ آپکو بار بار الہام کرتا رہا کہ محمدی بیگم بیوہ ہو کر آپ کے پاس آئے گی؟

مرزا صاحب :۔ ہاں! ہاں! میں نے اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء میں بھی یہی شائع کیا ہے۔اس میں ذلت کی کیا بات ہوگئی؟

ابن فیض :۔ آپ نے اپنے ایک مخالف کے بارے میں لکھا ہے کہ اسکی ایک بیوہ سے شادی ہوئی ہے، یہ کوئی فخر کی بات نہیں بلکہ ذلت کی بات ہے، آپکے الفاظ یہ تھے ''بیوہ کو نکاح میں لانا بلکہ اسکا ذکر کرنا بھی باعث شرم ہے''۔مجموعہ اشتہارات، ج ۲/ص ۱۳۷۔اب کیا آپ بھی بیوہ سے شادی کے انتظار میں رہے، تو اب اگر آپکی پیشگوئی پوری ہو جاتی تو بقول آپکے تب بھی آپکے لئے ذلت کی بات تھی، اور نہ پوری ہو کر تو ویسی ہی ......؟

مرزا صاحب :۔ پتہ نہیں کہاں کی مثالیں دے رہے ہو، یہ باتیں صرف مخالفوں کے لئے تھیں۔

ابن فیض :۔ کیا آپ اسلامی شریعت کے پابند ہیں اور جو احکام رسول پاک کے ذریعہ آئے، ان پر یقین رکھتے ہیں؟

مرزا صاحب :۔ ہاں، اور اسی شریعت کی تبلیغ کرتا رہا اور لوگوں کو اسپر عمل کرنے کا کہتا رہا۔لیکن موضوع تو دوسرا ہے، یہ بات کہاں سے آ گئی؟

ابن فیض :۔ میں اسی پر آ رہا ہوں، سورۃ النساء میں ہے کہ ''وہ عورتیں بھی تم پر حرام ہیں جو دوسروں کی قید نکاح میں ہیں''، اب جب محمدی بیگم، مرزا سلطان کی بیوی بن گئی تھی، تو کیا شریعتاً اسکے بارے میں سوچنا یا ایسی باتیں کرنا غیر شرعی نہیں؟

مرزا صاحب :۔ نہیں، شریعت اللہ کی بنائی ہوئی ہے، اور مجھ پر الہام بھی اللہ کی طرف سے تھا جو اس نے رسول (یعنی اس عاجز) پر کیا جسکی شریعت میں امر اور نہی بھی ہے، اسلئے خدا نے مجھے ایسا الہام کیا کہ میرے امر سے دین میں تجدید ہو جائے، اور میں نے تجدید کر دی۔

ابن فیض :۔ دوسری بات، آپ نے محمدی بیگم سے شادی کرنے کے لئے اسکے باپ کو کہا کہ شادی کے بعد جائداد کا تیسرا حصہ محمدی بیگم کے نام کر دونگا، کیا یہ وعدہ شریعت کے مطابق تھا؟ کیا دوسری بیویوں کے ساتھ بھی ایسا وعدہ تھا؟

مرزا صاحب :۔ میں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ اعظم بیگ لاہوری کے مقدمہ میں عدالت میں بھی میں نے اور میرے بزرگوں نے بتایا تھا کہ ہم جائداد کے مسائل میں اسلامی قانون کی بجائے مغل روایات کے پابند ہیں اور ان پر عمل کرتے ہیں اور اسکے تحت میں تیسرا حصہ کیا چاہے ساری زمین دے دیتا۔

ابن فیض :۔ اسکا مطلب ہے کہ آپ لوگوں میں شریعت کی باتیں کرتے تھے لیکن خود اسکے پابند نہیں تھے، ویسے کئی اور بھی باتیں ہیں لیکن اس وقت جائداد کی بات ہو رہی ہے اس لئے بات اسی موضوع پر رکھتے ہوئے سوال ہے کہ آپ جائداد کے معاملہ میں اسلامی شریعت کے پابند نہیں تھے؟

مرزا صاحب :۔ دیکھیں خدا نے میرا نام نبی اور رسول رکھا تھا اس لئے میں حالات اور ضرورت کے تحت احکامات میں تبدیلی کرسکتا تھا، اپنے لئے یا کسی دوسرے کے لئے۔

۔جاری ہے۔

انٹرویو مرزا صاحب بانی قادیانی مذہب (احمدیہ)۔ قسط نمبر ۸

☺مرزا صاحب کیساتھ عالم برزخ سے ایک تصوراتی انٹرویو کے ذریعہ انکی کتابوں سے حقائق کو ذرا دلچسپ انداز میں پیش کرنیکی کوشش ہے☺

ابن فیض :۔ آپ نے محمدی بیگم کے والد کو جس زمین کے لئے وہ دستخط چاہتا تھا دستخط کر کے دینے کا وعدہ کیا تھا؟

مرزا صاحب :۔ ہاں کیا، بالکل کیا، بلکہ اسکے علاوہ بھی اسکو اور زمین دینے کا وعدہ کیا، اس کے علاوہ اور بھی انعام کرام کا وعدہ کیا تھا۔

ابن فیض :۔ آپ نے محمدی بیگم کے ساتھ شادی کے بدلے میں اسکے بھائی کو پولیس میں اس نوکری دلانے کا وعدہ کیا؟

مرزا صاحب :۔ ہاں محمدی بیگم سے شادی کی شرط پر نہ صرف میں نے پولیس میں نوکری دلانے کا بلکہ اپنے کسی امیر مرید کی بیٹی سے اسکی شادی کروانے کا وعدہ بھی کیا تھا۔

ابن فیض :۔ آپ نے حکیم نوردین صاحب کو کہا کہ اسکے بھائی کو سمجھائیں اور بتائیں کہ میں نے آپ سے اسکے کام کروا دینے کو کہا ہے؟

مرزا صاحب :۔ ہاں، بالکل کہا اور نہ صرف حکیم نوردین کو ان کو سمجھانے کو کہا بلکہ میں نے اپنے سالے اور اپنے بیٹے کی ساس کو بھی کہا کہ انکو سمجھائیں کہ وہ اپنی بیٹی کا رشتہ مجھے دیں ورنہ مدد نہ کرنے کے سلسلہ میں مخالفت ہو جائیگی۔ بلکہ میں نے ان سے سوال کیا کہ کیا میں چوہڑا یا چمار ہوں جو وہ مجھے اپنی بیٹی کا رشتہ نہیں دیتے؟

ابن فیض :۔ تو آپکے سالے نے کیا جواب دیا؟

مرزا صاحب :۔ اسکے پاس کوئی معقول جواب تو تھا نہیں، بس مجھے یہی فضول اور بے تکا جواب دیا کہ ''آپ خود سوچیں کہ آپ پچاس سال سے اوپر، دائم المریض شخص ہیں اور حرمت بی بی (پہلی بیوی) سے بھی آپکا سلوک انکے ذہن میں ہے۔ پھر بحالت نامردی نصرت جہاں بیگم سے شادی، غیر مردوں کو گھر میں رکھنا اور کشتہ جات کا استعمال بھی سامنے ہے تو سوچیں کہ مرزا احمد بیگ، آپکو اپنی بیٹی کا رشتہ جو کہ آپکے بچوں سے بھی چھوٹی ہے، بلکہ آپکے بیٹوں کی گود میں کھیلی ہے، کیسے دے سکتا ہے؟''

ابن فیض :۔ آپ نے اپنی پہلی بیوی حرمت بی بی (عرف پھجے دی ماں) کو بھی ان پر زور ڈالنے کو کہا کہ وہ بات مان جائیں؟

مرزا صاحب :۔ بالکل کہا، بلکہ حرمت بی بی کو یہ بھی کہا کہ اگر اس نے کوشش نہ کی یا اس کی کوشش کامیاب نہ ہوئی تو، اسکو جس دن محمدی بیگم کا دوسری جگہ نکاح ہوگا، میری طرف سے طلاق واقع ہو جائیگی، اور میں نے اپنے قول کی لاج رکھی جیسے ہی نکاح ہوا میں نے حرمت بی بی کو طلاق دے دی۔

ابن فیض :۔ آپ نے اپنے بیٹوں کو بھی کہا کہ ان پر زور ڈالیں کہ وہ محمدی بیگم کا رشتہ آپ کو دے دیں؟

مرزا صاحب :۔ بالکل کہا کہ مرزا احمد بیگ کو سمجھائیں کہ وہ اپنی بیٹی کا رشتہ مجھ سے کر دے، لیکن میرا بڑا بیٹا مرزا سلطان احمد دیوث اور حرامی نکلا، بجائے اسکے کہ وہ انکو سمجھاتا، میرے خلاف انکا مدارالمہام بنا، اور محمدی بیگم کی مرزا سلطان محمد آف پٹی سے شادی میں مددگار رہا، اس لئے اسکو (بڑا بیٹا مرزا سلطان) میں نے نہ صرف جائداد سے عاق کیا بلکہ اشتہار دیا کہ اس شخص کے ساتھ تعلق رکھنا بے دینوں اور دیوثوں کا کام ہے۔ میرے دوسرے بیٹے مرزا فضل احمد نے میری بات مانی اور جیسے ہی محمدی بیگم کی دوسری جگہ شادی ہوئی اسنے اپنی بیوی عزت بی بی کو، جو کہ محمدی بیگم کی کزن تھی، فوراً طلاق دے کر اسکے والدین کے گھر بھجوا دیا۔

ابن فیض :۔ یہ وہی فضل احمد ہے نا جسکا جنازہ بھی آپ نے نہیں پڑھا تھا؟

مرزا صاحب :۔ ہاں وہی ہے، نیک تھا، فرمانبردار تھا، اچھا انسان تھا، لیکن میرے کہنے پر بظاہر طلاق دینے کے باوجود اپنی بیوی عزت بی بی سے ہر قسم کا تعلق رکھا، اسکا مجھے غصہ اور رنج تھا، اس لئے میں نے یہ کہہ کر کہ اس نے ظاہری طور پر میری بیعت نہیں کی تھی اس لئے میں نے اسکا جنازہ نہیں پڑھا۔

ابن فیض :۔ لیکن آپ نے عاق نامہ کا جو اشتہار دیا تھا، اس اشتہار میں آپ نے لکھا تھا کہ سلطان احمد نے آپکو سخت ناچیز قرار دیا اور آپ کی مخالفت پر آمادہ ہوا؟

مرزا صاحب :۔ بالکل! بلکہ اسنے خط کا جواب بھی نہیں دیا، مجھ سے بیزاری ظاہر کی اور عمداً چاہا کہ میں سخت ذلیل کیا جاؤں۔

ابن فیض :۔ کوئی ایسا غلط بھی نہیں کہا خیر یہ آپ جانیں لیکن آپ نے کہا تھا کہ محمدی بیگم کی شادی کسی اور جگہ کی تو اسکو کئی غم اور کراہت اور تکلیف کے موقع آئیں گے؟

مرزا صاحب :۔ ہاں کہا تھا۔ اور دکھ تکلیف کے مواقع آئے، جیسے اسکا باپ مر گیا، اسکو مرزا سلطان سے شادی کرنے کے بعد اپنا وطن قادیان، رشتہ داروں کو، بچپن کی سکھیوں، سہیلیوں اور ماں باپ، بہن بھائی کو چھوڑ کر جانا پڑا، اسکو میری جائداد کا تیسرا حصہ جو شادی کی صورت میں ملنا تھا نہ ملا۔ سب سے بڑھکر میں جو اسکا دنیا میں سب سے زیادہ چاہنے والا تھا اس سے دور ہوئی۔ بلکہ ایک مرتبہ تو تانک جھانک کرتے ہوئے میں کھڑکی سے گر پڑا اور کندھے میں چوٹ آئی جسکی وجہ سے آج بھی میرا دایاں بازو نہیں کام کرتا۔ لیکن اگر اسکی شادی میرے ساتھ ہوتی تو اسکو یہ سب نہ دیکھنا پڑتا۔ بلکہ اسکی اولاد کو بھی میں سب سے زیادہ ترجیح دیتا۔

ابن فیض:۔ غرضیکہ آپ نے ہر جائز اور ناجائز حربہ استعمال کیا محمدی بیگم سے شادی کرنے کے لئے؟

مرزا صاحب:۔ ہاں ہر طریقہ اختیار کیا، لیکن میں نے جو بھی طریقہ اختیار کیا ممکن ہے کہ آپ جیسے بعض لوگوں کے نزدیک غلط ہو لیکن میں چونکہ نبی تھا اس لئے میرا کوئی کام غلط نہیں ہوسکتا تھا۔

ابن فیض:۔ مرزا صاحب ایک بات، آپ ہی کی کہی ہوئی ہے، آپ نے سراج منیر صفحہ ۲۳ پر لکھا ہے، "ہم ایسے شخص کو اور ساتھ ہی ایسے مرید کو کتوں سے بدتر اور نہایت ناپاک زندگی والا خیال کرتے ہیں کہ جو شخص اپنے گھر سے پیشگوئیاں بنا کر، پھر اپنے ہاتھ سے، اپنے مکر سے، اپنے فریب سے انکے پورے ہونے کی کوشش کرے اور کرائے"۔ اس پر سوچکر جواب دیں کہ کیا محمدی بیگم والی پیش گوئی، ہر طرح سے اس تحریر پر پوری اترتی ہے یا نہیں؟

مرزا صاحب:۔ نہیں، ایسا نہیں۔ یہ تحریر میں نے مخالفین کے لئے لکھی ہے، اور میں نبی تھا اس لئے میرا کوئی کام غلط نہیں!

ابن فیض:۔ یعنی آپکے مخالفین ایسی پیشگوئی کریں اور پھر یہ طریق اختیار کریں تو وہ نہ صرف جھوٹے بلکہ کتوں سے بھی بدتر، لیکن آپ ایسا کریں تو جائز؟

مرزا صاحب:۔ جی، بالکل۔ آخرنبی بھی ایسا، جسکی تمام زمین وآسمان نے گواہی دی ہو، وہ جو چاہے کرے اسکا حق ہے، اور اللہ نے بھی مجھے سب کچھ کرنے کی اجازت دے رکھی تھی۔ بلکہ میرے پاس توکن فیکون کی طاقت بھی تھی۔

ابن فیض:۔ خیر یہ روز روشن کی طرح ہے اور میں بھی گواہ ہوں کہ جیسی زمین اور آسمان نے آپکے جھوٹ پر گواہی دی، ایسی اور اتنی زیادہ کسی اور جھوٹے نبی کے لئے نہیں دی؟

مرزا صاحب:۔ کہہ لو بھئی کہہ لو مجھے جھوٹا نبی۔ کیا فرق پڑتا ہے؟ پہلے بھی ساری دنیا جھوٹا کہتی تھی اور اب بھی کہتی ہے۔ حتیٰ کہ کئی احمدی بھی دل میں جھوٹا سمجھتے ہیں!

ابن فیض:۔ مرزا صاحب آپ نے اپنی اس پیشگوئی کو اپنی سچائی کا معیار بنایا تھا اور کہا تھا کہ جس دن یہ باتیں پوری ہونگی، اس دن مخالفین کی نہایت صفائی سے ناک کٹ جائیگی اور ذلت کے سیاہ داغ انکے منحوس چہروں کو بندروں اور سؤروں کی طرح کر دیں گے، تو کیا واقعی آپکے خیال میں یہ پیشگوئی پوری ہوگئی؟

مرزا صاحب:۔ ہاں پوری ہوئی، لیکن اس طرح صفائی سے پوری نہیں ہوئی کہ ہر ایک کی سمجھ میں آجائے۔

ابن فیض:۔ آپ نے اپنی کتاب سراج منیر (رخ، ج ۱۲/ص ۱۷) پر لکھا ہے، "اگر پیشگوئی فی الواقع ایک عظیم الشان ہیبت کے ساتھ ظہور پذیر ہو تو وہ خود دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے"۔ تو میرا سوال یہ ہے کہ اگر واقعی یہ پیشگوئی جسکو آپ نے اپنی سچائی کا معیار بنایا تھا، اس طرح کیوں پوری نہیں ہوئی کہ مخالفین تو دور کی بات، آپکی جماعت کی بھی ایک بھاری تعداد کے دل اپنی طرف کھینچ سکے؟

مرزا صاحب:۔ سراج منیر میں، میں نے پیشگوئی کی بابت اپنا سرسری خیال ظاہر کیا ہے۔ باقی میری پیشگوئی پوری ہوئی، آپ اور دوسرے نہ مانیں مجھے کوئی پرواہ نہیں۔

ابن فیض:۔ مرزا صاحب کیا یہ پیشگوئی واقعی خدا کی طرف سے تھی یا اپنی خواہش کو پورا کرنے کے لئے آپ نے خود ہی پیشگوئی گھڑی اور اسکو پھر اپنے ہاتھوں، وسائل اور دباؤ کے ذریعہ پورا کرنے کی کوشش کی؟

مرزا صاحب:۔ خدا نے مجھے الہام کیا کہ مرزا تیرے منہ کی باتیں میری باتیں ہیں، اس لئے یہ پیشگوئی خدا کی طرف سے تھی اور اگر کوئی اپنے ہاتھوں سے پیشگوئی پوری کرنے کی کوشش کرے تو اس میں کوئی گناہ نہیں۔

ابن فیض:۔ مرزا صاحب آپ نے کہا کہ اگر مرزا احمد بیگ نے میری بات نہ مانی تو اسکو، اسکے خاندان کو اور اسکی بیٹی کو کئی امر کراہت اور دکھ کے پیش آئیں گے؟

مرزا صاحب:۔ ہاں اور مرزا احمد بیگ خود مر گیا اور اس کے خاندان پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔

ابن فیض:۔ مرزا صاحب، احمد بیگ آپکی پیش گوئی کے آٹھ سال بعد مرا، اور ہر گھر میں ایسی اموات ہوتی ہیں۔ لیکن مرزا سلطان نہ صرف آپکی پیشگوئی کے مطابق نہیں مرا، بلکہ عالمی جنگ میں حصہ لینے اور زخمی ہونے کے باوجود آپ سے چالیس برس زیادہ زندہ رہا؟

مرزا صاحب:۔ میں نے کہا تو ہے کہ اس کے گھر والوں نے توبہ کی تھی، اس لئے انزاری پیش گوئی ٹل گئی۔

ابن فیض:۔ مرزا سلطان کے ساتھ محمدی بیگم کی شادی سے پہلے، کیا آپکی یا آپکے خاندان کی، مرزا سلطان آف پٹی سے، یا اس کے خاندان سے ذاتی مخالفت تھی؟

مرزا صاحب:۔ نہیں، قطعاً نہیں، بلکہ معمول کے تعلقات تھے، جیسے دور کے عزیزوں یا جاننے والوں سے ہوتے ہیں۔

ابن فیض:۔ تو پھر آپ نے مرزا سلطان آف پٹی کی موت کی پیشگوئی کیوں کی؟

مرزا صاحب:۔ اسلئے کہ اس نے خدا کی پیشگوئی کی مخالفت کرتے ہوئے، میرے یعنی اللہ کے پہلوان کے مقابلے پر محمدی بیگم سے شادی کی، اور اس طرح ایک جرم کیا، اس لئے خدا نے اس جُرم کی سزا کے طور پر مرزا سلطان آف پٹی کے لئے تقدیر مبُرم کی طرح اٹل موت کی پیشگوئی کروائی۔ اور ڈھائی سال کے اندر اس جُرم سے رجوع کی مہلت بھی

دی۔

ابن فیض :۔ لیکن اس نے اس مہلت سے بھی فائدہ نہ اُٹھایا اور اس نے محمدی بیگم کو طلاق نہیں دی، نہ ہی وہ پیشگوئی کی مقررہ میعاد میں مرا، اور پچاس پچپن سال اس نے محمدی بیگم کے ساتھ بحیثیت خاوند کے گزارے اور برابر آپکی آسمانی منکوحہ کے ساتھ بحیثیت خاوند رہ کر جرم کرتا رہا؟

مرزا صاحب :۔ (لمبی سی ٹھنڈی آہ بھری، پھر ایک دم تلخ لہجے میں) ہاں، لیکن میں نے کہا ہے نا کہ اسکے عزیزوں اور اقربا کی توبہ کی وجہ سے اسکی سزا معاف ہو گئی۔

ابن فیض :۔ مرزا صاحب مجھے ایک بات بتائیں کہ، آپ نے (بقول آپکے) اللہ کی طرف سے خبر پا کر کہا، جو بھی محمدی بیگم کے ساتھ شادی کا جرم کریگا، اس جرم کے عمل کی مدت ڈھائی سال سے زیادہ نہ گزریگی کہ وہ اس ''بھیانک'' جرم کے نتیجے میں موت کی سزا پائیگا۔ لیکن ہوتا یہ ہے کہ جس جرم کی سزا (بقول) آپکے اللہ نے'' شادی کے مجرم'' کے لئے نہ ٹلنے والی تقدیر کی طرح مقرر کی تھی، اس جرم سے ''مجرم'' مرزا سلطان نے نہ صرف توبہ ہی نہیں کی، بلکہ دھڑلے کے ساتھ نبی کی آسمانی منکوحہ کے بطن سے اپنے بچے پیدا کرواتا رہا۔ پھر بھی (آپکے) اللہ کو غیرت نہیں آئی۔ اور اس نے ''مجرم'' کو (اپنے پہلوان نبی کو جھوٹا کرتے ہوئے) اسکے اپنی توبہ پر نہیں بلکہ اس ''بھیانک مجرم'' کے عزیزوں کی توبہ پر نہ صرف معاف کر دیا بلکہ ''محمدی بیگم سے شادی کے جرم'' کو جاری رکھنے کی بھی اجازت دی، بلکہ پچاس پچپن برس سے زیادہ عرصہ جرم کو کرتے رہنے کی اجازت دی؟

مرزا صاحب :۔ اللہ کی مرضی، اسکی مرضی کہ تقدیر مبرم کو بھی ٹال دے اور اسکی مرضی کہ چھوٹے جرم پر سخت سزا دے۔

ابن فیض :۔ لیکن آپ نے کہا تھا کہ اگر محمدی بیگم بیوہ ہو کر میرے نکاح میں نہ آئی، تو مجھے جھوٹا سمجھا جائے، بلکہ انجام آتھم، رخ/ج ۱۱/ص ۳۱ پر آپ نے لکھا ہے کہ ''میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشگوئی داماد احمد بیگ (سلطان محمد) کی تقدیر مبرم (قطعی) ہے اسکی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشگوئی پوری نہ ہوگی اور میری موت آ جائیگی''، یہ حوالہ آپکے ہر عذر کو ختم کر دیتا ہے اور آپ اسکی رو سے جھوٹے ہیں، محمدی بیگم کا نکاح تو اللہ نے فسخ کر دیا لیکن اسکی سلطان محمد کی موت بھی فسخ کر دی؟

مرزا صاحب :۔ بھائی اللہ کی مرضی کے آگے کس کو دخل ہے، لیکن پیشگوئی بڑی شان سے پوری ہوئی، اس لئے میں جھوٹا نہیں، تمہیں سمجھ نہ آئے تو میرا قصور نہیں۔

ابن فیض :۔ اچھا آپکا ایک الہام/ وحی بھی ہے کہ ''پٹی پُٹی گئی'' ہے، کیا یہ بھی الہام مرزا سلطان کے بارے میں ہوا تھا؟

مرزا صاحب :۔ ہاں۔ یہ الہام بھی اللہ نے اسی سلسلے میں کیا تھا۔

ابن فیض :۔ لیکن کیا یہ الہام آپ نے اس لئے تو نہیں بنایا تھا کہ قصبہ پٹی کے ضعیف الاعتقاد لوگ ڈر کر مرزا سلطان پر دباؤ ڈالیں، اسطرح قادیان میں محمدی بیگم کے رشتہ داروں پر الہامی دباؤ ڈالا اور قصبہ پٹی میں مرزا سلطان پر اسکے عزیزوں اور ضعیف الاعتقاد لوگوں سے اس الہام کے ذریعہ دباؤ ڈلوانا چاہا، لیکن اس الہام میں بھی اللہ نے آپکو جھوٹا اور ذلیل کیا کہ آج تک اس علاقے میں گھمسان کی جنگیں بھی ہو چکی ہیں لیکن خدا نے دنیا کو آپکا جھوٹ دکھانے کے لئے پٹی کی ایک پھٹی بھی نہیں پٹی گئی؟

مرزا صاحب :۔ نہیں ایسا نہیں ہے، پتہ نہیں کہاں کی باتیں کر رہے ہو؟ یہ الہام بھی ضرور پورا ہوگا چاہے ایک ہزار سال لگے۔

ابن فیض :۔ مرزا صاحب آپکا کہنا ہے کہ اللہ نے آپکو ''کُن فیَکُون'' کی طاقت دی تھی، آپ نے اسے کیوں استعمال نہیں کیا؟

مرزا صاحب :۔ جب محمدی بیگم کی پیشگوئی کی تھی، اس وقت تک یہ طاقت عطا نہیں ہوئی تھی، اس لئے استعمال کرنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

ابن فیض :۔ لیکن جب آپکو یہ طاقت عطا ہوئی، اسوقت بھی محمدی بیگم کا قصہ چل رہا تھا اور آپکی وفات تک چلتا رہا، اور آپ مخالفین کے استہزاء کا لگاتار نشانہ بنتے رہے،، لیکن پھر بھی آپ نے اس طاقت کا استعمال نہ کر کے ایک نبی اللہ (؟) کو اور اسکی پیشگوئیوں کو استہزاء کا نشانہ بنوانا، کیا صحیح کام تھا؟

مرزا صاحب :۔ دراصل مجھے بھولنے کی بیماری تھی اس لئے بھول جاتا تھا کہ میرے پاس **کن فیکون** کی طاقت ہے اور میں یہ طاقت بھی استعمال کر سکتا ہوں۔

ابن فیض :۔ وہ تو خیر ہر پیشگوئی کے وقت بھول جاتے رہے ہیں کہ آپکے پاس ''کُن فیَکُون'' کی طاقت ہے، ورنہ کوئی تو پیشگوئی پوری ہوتی؟

مرزا صاحب :۔ کیوں نہیں بیسوں کے آنے کی کئی پیشگوئیاں پوری ہوئیں،

ابن فیض :۔ خیر آپ نے اپنی ایک پیشگوئی ''خواتین مبارکہ پانے والی'' میں کہا تھا کہ ''خدا ایک اجڑا گھر تم سے آباد کریگا''۔ اور اسکی تشریح میں آپنے دوسری جگہ (محمدی بیگم والی پیشگوئی میں) کہا کہ ''اور آخر وہ عورت اس عاجز کی بیویوں میں داخل ہوگی۔ سو اس جگہ اُجڑے ہوئے گھر سے وہ اُجڑا ہوا گھر مراد ہے''۔ وہ اُجڑا ہوا آباد گھر کہاں ہے؟

مرزا صاحب :۔ بعض پیشگوئیاں ایک دوسرے کے ساتھ منسلک ہوتی ہیں، اگر ایک بات پوری نہ ہو تو دوسری بھی بعض دفع پوری نہیں ہوتی۔

ابن فیض :۔ مرزا صاحب آپ نے دو شعر اس پیشگوئی کے متعلق کہے تھے، ''پیشگوئی کا جب انجام ہو یدا ہوگا۔ قدرت حق کا عجب ایک تماشا ہوگا/ جھوٹ اور سچ میں ہے جو فرق وہ پیدا ہوگا۔ کوئی پا جائے گا عزت کوئی رسوا ہوگا''۔ اب آپ بتائیں کہ عزت کس نے پائی، رسوا کون ہوا؟

مرزا صاحب :۔ عزت یقیناً میں نے پائی کہ پیشگوئی پوری ہوئی، مخالفین کو سمجھ نہ آئے تو میں کیا کروں اور رُسوا دوسرے ہوئے!

مرزا صاحب ایک بات کہوں آج کی آخری بات، کسی دوسری نشست میں اور پیشگوئیوں پر بات کریں گے۔

مرزا صاحب :۔ بھئی کیا پیشگوئیوں کے علاوہ اور باتیں نہیں؟ دوسرے آپ کیا بات کہنا چاہتے ہو؟

ابن فیض :۔ مرزا صاحب محمدی بیگم کی پیشگوئی میں آپکی ایک بات بھی پوری نہیں ہوئی!!! احمد بیگ آپکی پیشگوئی کے بعد بجائے تین کے آٹھ سال میں مرا۔ مرزا سلطان نے نہ آپکی بیعت کی، نہ محمدی بیگم نے کی، اور وہ نکاح کے بعد بجائے ڈھائی سال کے ۵۵ سال بعد مرا۔ محمدی بیگم نے نہ کوئی غم دیکھا، نہ کراہت آمیز امور پیش آئے، بلکہ خوشی خوشی اس نے مرزا سلطان کے سات بچوں کو جنم دیا۔ دونوں نے اپنے پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں دیکھیں۔ اور اﷲ نے اسکو زمین اور دولت سے بھی نوازا، عزت بھی ملی اور ان پر زندگی بھر کوئی اخلاقی یا قانونی الزام بھی نہیں لگا۔

مرزا صاحب :۔ آپ کہنا کیا چاہتے ہو ان باتوں سے آپکا مطلب کیا ہے؟

ابن فیض :۔ مجھے بات پوری کرنے دیں، لیکن آپ کی ہر بات غلط ثابت ہوئی اور تمام دعوے جو فریق مخالف کے لئے کئے تھے آپکی ذات پر اللہ نے منطبق کر دئے۔ آپ نے اپنی بیوی کو طلاق دی اس طرح آپکا آباد گھر اُجڑا۔ آپ نے عزت بی بی کو طلاق دلوا کر اپنے دوسرے بیٹے کا ہنستا بستا گھر اجاڑا، اور اپنے گھر سے عزت نکال دی۔ بڑے بیٹے نے آپکو حقیر ذلیل اور ناچیز جانا اور آپ سے بیزاری ظاہر کی، یہ کراہت اور غم کا موقع آپ پر آیا۔ آپ نے اسکو دیوث اور بے غیرت قرار دے کر عاق کیا اور اسکا اشتہار شائع کیا، آپکی ذات کے لئے یہ کراہت آمیز کام اللہ نے آپکے ہاتھ سے کروایا۔ آپ اکثر مخالفین کے استہزاء کا نشانہ بنے۔ آپکے بہت سے انتہائی قریبی ساتھی آپکا ساتھ چھوڑ گئے۔ آپکو عدالت میں اقرار کرنا پڑا کے آپ اپنی ایسی پیشگوئیاں شائع نہیں کرینگے جس میں آپکے دین کے مخالفین کی ہتک ہو یا موت وغیرہ کی دھمکی ہو۔ اور اسکے علاوہ جب بھی آپ نے محمدی بیگم کے بارے میں کوئی عذر تراشا، خدا نے وہی عذر آپکے منہ پر دے مارا، حتیٰ کہ بائیس سال محمدی بیگم کے نام پر آپ ذلیل و خوار اور ناکام و نامرادہ کر دنیا سے رخصت ہوئے، اور آپکی یہ نامرادی آج بھی آپکی اولاد اور جماعت کو شرمندہ کرتی ہے۔ آپکی اکثر پیشگوئیاں غلط نکلیں۔ کیا اللہ تعالےٰ نے کسی نبی کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے؟ اگر آپ اللہ کے مقرر کردہ نبی اور رسول ہوتے تو یہ کراہت آمیز اور دوسروں کے لئے سبق آموز واقعات آپکو نہ پیش آتے؟

مرزا صاحب :۔ بند کرو یہ بکواس، پتہ نہیں کیا کہہ رہے ہو، ان میں ایک بات بھی صحیح نہیں، تم میرے، اللہ اور رسول کے دشمنوں کے بہکاوے میں آ گئے ہو۔

ابن فیض :۔ مرزا صاحب اب آپکے مریدوں سے سوال ہے کہ یہ شعر (پیشگوئی کا جب انجام ہویدا ہوگا۔ قدرت حق کا عجب ایک تماشا ہوگا/ جھوٹ اور سچ میں ہے جو فرق وہ پیدا ہوگا۔ کوئی پا جائے گا عزت کوئی رسوا ہوگا'') جو بقول آپکے اللہ نے آپ سے لکھوایا، کس پر پورا ہوا کون رسوا ہوا؟ کس نے عزت پائی؟

۔جاری ہے۔